اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ

جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ
لاہور

بیاد
عالِمِ ربانی مُحدِّثِ کبیر حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید

جولائی
2015

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۷	رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ / جولائی ۲۰۱۵ء	جلد : ۲۳

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر
برطانیہ، اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر
اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور
اَکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954
مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)
رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302
جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311
خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310
فون/فیکس : 042 - 37703662
موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۸
عید ..... تکبیر اور تعظیمِ شعائر اللہ کا مقدس دن	حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ	۱۳
رمضان المبارک کی باطنی برکات	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۷
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ	۲۲
عید کس کی ہے ؟	جناب وفا صاحب ملک پوری	۲۵
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفٰی صاحب وہبہ	۲۷
کسبِ معاش میں شرعی حدود کی رعایت	حضرب مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۳۰
شوال کے چھ روزوں کی فضیلت	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۶
ایک اللہ والا اپنے خطوط کے آئینے میں	جناب مولانا قاری تنویر اَحمد صاحب شریفی	۴۸
اَخبار الجامعہ		۶۳

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

ماہِ مبارک شروع ہو کر پندرہ روز سے اُوپر ہو چکے ہیں اہلِ خیر کے گھروں میں اِس کی خیر و برکات دو چند ہو جاتی ہیں چہروں سے اَنوارات کی بارش برستی ہے مگر اُمت کی مجموعی حالت پر اگر نظر کی جائے تو پورا عالمِ اِسلام عیش و عشرت کے بدمست عفریت سے باعزت زندگی کی بھیک مانگ رہا ہے ہر طرف مایوسی کے سائے گہرے ہوتے چلے جا رہے ہیں کیا عرب کیا عجم ہر جگہ مسلمان اپنے ہی مسلمان بھائی کے خون کی ہولی کھیل رہا ہے تشتُّت و اِنتشار کی اِس فضاء نے کامرانی کی زمین کو بنجر بنا کر رکھ دیا ہے اچھی توقعات دیوانے کے خواب کی حیثیت اِختیار کرتی چلی جا رہی ہیں عالمِ اِسلام پر ظلمت کی تنی اِس چادر کے پیچھے کیا کچھ ہے اِس تلخ حقیقت سے پردہ سرکاتے ہوئے حضرت مولانا سیّد اَبوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہٗ تحریر فرماتے ہیں :

''اے مسلمانو ! کیا تم سنتے ہو ؟ مغرب کی درسگاہوں، تحقیقاتی اِداروں اور علمی مرکزوں سے مسلسل ایک آواز ہم سے مخاطِب ہے مگر اَفسوس کوئی اِس پر توجہ نہیں دیتا کسی کا خون جوش نہیں مارتا اور کسی کی غیرت نہیں جاگتی !! یہ آواز کہتی ہے :

اے مسلمانو ! اے ہمارے غلامو ! سنو ! تمہارے اِقبال کے دِن گزر گئے تمہارے علم کے کنویں سوکھ گئے اور تمہارے اقتدار کا سورج ڈوب گیا، اب تمہیں

حکمرانی اور سلطانی سے کیا واسطہ، تمہارے بازو اب شل ہو گئے اور تمہاری تلواروں میں زنگ لگ چکا ہے، اَب ہم تمہارے آقا ہیں اور تم سب ہمارے غلام ہو۔

دیکھو ! ہم نے سر سے پاؤں تک کیسا تمہیں اپنی غلامی کے سانچے میں ڈھالا ہے، ہمارا لباس پہن کر اور ہماری زبان بول کر اور ہمارے طور اور طریقے اِختیار کر کے تمہارے سر فخر سے بلند ہو جاتے ہیں، تمہارے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے جب ہمارا قومی نشان اور مذہبی شعار ''ٹائی'' لگا کر اسکول جاتے ہیں تو اِس لباس کو دیکھ کر کیسا تمہارا دِل خوش ہوتا ہے ! ہم بے وقوف نہیں تھے ہم تمہارے دِل و دماغ کو اپنا غلام بنا چکے تھے، اَب تم ہماری آنکھوں سے دیکھتے ہو، ہمارے کانوں سے سنتے ہو اور ہمارے دماغ سے سوچتے ہو اَب تمہارے وجود میں تمہارا اپنا کچھ نہیں ! ! ! اَب تم ہر شعبہ زندگی میں ہمارے محتاج ہو تمہارے گھروں میں ہمارے طور طریقے ہیں، تمہارے دماغوں میں ہمارے اَفکار ہیں، تمہارے اسکولوں اور کالجوں میں ہمارا مرتب کیا ہوا نصاب ہے، تمہارے بازاروں میں ہمارا سامان ہے اور تمہاری جیبوں میں ہمارا سکہ ہے ! تمہارے سکے کو ہم پہلے مٹی کر چکے ہیں تم ہمارے حکم سے کیسے سرتابی کر سکتے ہو ؟ تم اَربوں اور کھربوں روپے کے ہمارے قرض دار ہو، تمہاری معیشت ہمارے قبضے میں ہے، تمہاری منڈیاں ہمارے رحم و کرم پر ہیں اور تمہارے سارے تجارتی اِدارے صبح اُٹھتے ہی ہمارے سکے کو سلام کرتے ہیں، تمہیں اپنے جوانوں پر بڑا ناز تھا، تم کہتے تھے

'' ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی ''

تو سنو ! اِس زرخیز زمین کو ہم نے ہیروین بھرے سگریٹ، شہوت اَنگیز تصویروں ہیجان خیز زنا کے مناظر سے لبریز فلمیں اور ہوسِ زر کا آبِ شور شامل کر کے بنجر کر دیا ہے تمہیں اپنی اَفواج پر بھی بڑا گھمنڈ تھا، اَب جاؤ ! اپنی فوج کے اسلحہ خانوں کو دیکھو

اگر ہم ہاتھ روک لیں تو تمہارا سارا نظام درہم برہم ہوجائے، اَب تم بغیر ہم سے اِجازت لیے کسی پر فوج کشی نہیں کر سکتے، بوسنیا اور عراق کے حشر کو ہمیشہ یاد رکھنا۔

جاؤ ! اَب عافیت اِسی میں ہے کہ جو طرزِ حیات اور طرزِ حکومت ہم نے تمہیں سکھایا ہے اُس سے سرِ مو اِنحراف نہ کرنا۔

خبردار ! ہماری غلامی سے نکلنے کی کوشش نہ کرنا اور ہمیں اُمید بھی یہی ہے کہ تم برسوں تک ایسا نہیں کر سکو گے کیونکہ جتنے اِس کوشش کے محرکات ہو سکتے تھے یعنی اِیمان کی پختگی، جوشِ جہاد، بالغ نظری، غیرتِ دین وہ سب ہم نے تمہارے دانشوروں مفکروں اور عالموں سے دُنیا کی چند آسائشی چیزیں دے کر خرید لیے ہیں۔

ہم نے تمہاری عورتوں کو ٹی وی کے ذریعے بے حیائی کی ترغیب دے کر سنگھار و آرائشِ حسن کا بہترین سامان دے کر اُن کی چادر اُتروادی ہے اور تمہارے مردوں کو عریاں اور فحش فلمیں دِکھا کر اُن کی مردانگی کی جڑ کاٹ دی ہے، اَب تمہارے یہاں کوئی ''خالد''، کوئی ''طارق'' [۱] کوئی ''صلاح الدین'' اور ''ٹیپو'' پیدا نہیں ہو سکتا۔

اور سنو ! ہم اِحسان فراموش نہیں ہیں تمہاری قوم کے کچھ اِحسان بھی ہم پر ہیں خاص طور پر تمہارے علماء کے، اُنہوں نے اپنی مسجدوں اور مدرسوں میں بیٹھ کر ایک دُوسرے کی تکفیر کر کے آپس میں لڑلڑ کر ہماری تہذیب واَفکار کے لیے راستہ صاف کیا، تمہارے دانشوروں اور مفکروں نے ترقی یافتہ اور ماڈرن کہلانے کے شوق میں ملحد اور زندیق بن کر ہمارے فلسفے کی اِشاعت کی۔

تمہاری تعلیم گاہوں نے ہمارا نصاب تمہارے نوجوانوں کے دِل و دماغ میں ہم سے بہتر طریقے سے اُتار کر اپنے مذہب سے بغاوت پر اُکسایا۔

---

[۱] صحابی رسول حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، طارق بن زیاد فاتح یورپ

تمہارے صاحبانِ اِقتدار اپنے سارے وسائل تمہیں بے حیاء ، بے غیرت اور بے دین، بنیاد پرست اور دہشت گرد بنانے کے لیے ہمارے ہی اِشاروں پر اِستعمال کرتے آئے ہیں ،ہم اُن سب کے شکر گزار ہیں، تمہارے مذہب نے کیسی کیسی پابندیاں تم پر لگا رکھی تھیں یہ حرام وہ حرام، یہ جائز وہ ناجائز ،زندگی کی راہیں تم پر تنگ کردی تھیں، ہم نے تمہیں زندگی کا ایک نیا راستہ دِکھایا اور تمہیں حرام حلال کی قید سے آزاد کردیا، کیا تم اِس پر ہمارا شکر اَدا نہ کروگے ؟

اے مسلمانو ! اے غلامو ! کیا تم سنتے ہو ؟ ؟ ؟ ''

مغربی ثقافت اور ملحدانہ اَفکار کا نفوذ اور اُس کے اَسباب

از حضرت مولانا اَبوالحسن علی ندویؒ

حضرتؒ کی تحریر جو اُمت کے ضمیر کو جھنجوڑ رہی ہے خاص طور پر عالمِ اِسلام کی مقتدر قوتیں اور علمائے اُمت کے لیے یہ آئینۂ حقیقت نما ہے اللہ کرے کہ یہ ماہِ مبارک اُمتِ مسلمہ کے لیے نومِ غفلت سے بیداری کا سبب بن کر غلامی کی کسی زنجیروں کو ڈھیلا کرنے کا سامان فراہم کردے تاکہ اُمت اپنے قدموں پر کھڑے ہوکر اِس قابل ہوجائے کہ اپنے فیصلے خود کرسکے اور دینِ محمدی کو تمام دینوں پر پھر سے غلبہ حاصل ہوکر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا منشا پورا ہوجائے ،آمین ۔

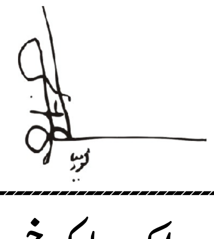

ایک مبارک خبر

اِس برس نئے تعلیمی سال کے آغاز سے جامعہ مدنیہ جدید میں قراءَاتِ سبعہ عشرہ کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز کیا جارہا ہے جبکہ روایتِ حفص اور تجوید کا آغاز گزشتہ برس سے ہو چکا ہے، والحمدللہ۔ (اِدارہ)

مولای صلِ وسلم دائماً ابداً — درسِ حدیث — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرت اَقدس پیرومرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ اِنتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

غریبوں جیسی زندگی، آپ سب سے زیادہ مالدار بن سکتے تھے !

مال دار ''سنت'' کیسے زندہ کریں ؟ بہتان بازی، یہودی میڈیا کی پرانی عادت

مال کمانا اور بڑھانا منع نہیں، جمع نہ کرنا اور خرچ کرتے رہنا پسند کیا گیا ہے

(کیسٹ نمبر 4 سائیڈ A 1981 - 10 - 16)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دو موٹے قِطری کپڑے زیب ِتن فرما رکھے تھے، یہ یمن سے آیا کرتے تھے موٹے کپڑے بدنِ مبارک پر تھے جیسے کرتا اور شلوار ہو کرتا اور پائجامہ ہو یا پھر اُس کے بجائے اُس زمانے میں ایسے بہت ہوتا رہا ہے کہ دو چادریں ہوتی تھیں اِستعمال میں، ایک باندھ لی ایک اوڑھ لی، اِس سے زیادہ کپڑے عام طور پر میسر ہی نہیں تھے یہ موٹے بہت تھے، جب رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے اور آپ کو پسینہ آتا تھا تو پسینے سے وہ گیلے ہو کر بوجھل محسوس ہوتے تھے ثَقُلَا عَلَیْہِ اِتنے میں اِسی دوران ایسے ہوا کہ ایک بزاز آیا شام سے اور وہ تھا ایک یہودی کا آدمی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام لیا بعد میں وہ نام نہیں چلا کہ وہ کون آدمی تھا یہودی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ اِحساس تھا کہ آپ کو اِن میں ایسے دِقت ہوتی ہے پسینہ آجاتا ہے بوجھل ہو جاتے ہیں کپڑے تو اِس سے دُشواری محسوس فرماتے ہیں، پسینے سے بوجھل ہو جاتے

ہوں گے اور اُن کے گاڑھے ہونے کی وجہ سے پسینہ ضرور آجاتا ہوگا تو فرماتی ہیں میں نے گزارش کی کہ اگر آپ وہاں آدمی بھیج دیں اور وہ آیا ہوا ہے اُس سے دو کپڑے لے لیں اور یہ وعدہ فرمالیں کہ ہم پیسے بعد میں دے دیں گے قیمت بعد میں دے دیں گے جس وقت ہمارے پاس ہوں گے، آنے والے ہیں مثلاً یہ کہ فصل آنے والی ہو کھجور کی اُس زمانے میں اور ویسے بھی آتے رہتے تھے پیسے اگر آپ جمع کرتے تو سب سے زیادہ مالدار ہوگئے ہوتے لیکن آپ کی عادت یہ تھی ہی نہیں کہ جمع کریں، آتے ہی سب بانٹ دیتے تھے پھر اپنے آپ دُوسروں کے شریکِ حال رہتے تھے اُن کے پاس نہیں ہے کھانے کو تو آپ کے یہاں بھی نہیں ہے کھانے کو، اِس حال میں رہنا زیادہ پسند تھا بہ نسبت اِس کے کہ کچھ رکھ لیں اپنے لیے کہ فاقہ کی نوبت نہ آئے، یہ بھی نہیں کرتے تھے۔

''جھوٹا میڈیا'' یہودی دستور :

رسول اللہ ﷺ نے اُس کے پاس کہلا بھیجا اُس نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ مطلب کیا ہے آپ کا جانے والے آدمی سے کہا یا رسول اللہ ﷺ سے کہلایا، یا کہا خود کہ میں جانتا ہوں جو آپ چاہتے ہیں آپ کا مطلب یہ ہے کہ بس یہ آپ لے جائیں گے یعنی گول کر جائیں گے پیسے نہیں دیں گے مطلب یہ ہوا، میں آپ کو چادریں دے دُوں کپڑا دے دُوں اور اُس کے بعد پھر غائب ہو جائیں فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَذِبَ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ بات سنی پیغام پہنچا جواب پہنچا تو فرمایا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور یہ غلط بات کر رہا ہے قَدْ عَلِمَ اَنِّیْ مِنْ اَتْقَاھُمْ یہ بالکل جانتا ہے کہ میں اِن سب میں سب سے زیادہ تقوے والا ہوں اِحتیاط والا ہوں بچنے والا ہوں تمام برائیوں سے، متقی کا مطلب یہی ہے خدا سے ڈرتے ہوئے تمام برائیوں سے بچنا وَاَدَّاھُمْ [1] اور میں اَمانت یا وعدہ پورا کرنے میں سب سے زیادہ ہوں آگے، یہ بات نہیں ہے کہ وہ جانتا نہیں مگر اُسے پروپیگنڈے کا جو موقع مِل جاتا ہے جھوٹی بات لگا دینے کا یہ یہودا ایسے کرتے ہی رہتے ہیں تو وہ جانتا ہے اور پھر وہ یہ کہہ رہا ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب اللباس رقم الحدیث ۴۳۶۱

اہلِ ثروت کے لیے سنت پر چلنے کا طریقہ :

اِس حدیث شریف میں ایک تو حالت معلوم ہو رہی ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اپنی حالت اپنے اِختیار سے کتنی سادہ رکھی ہے یہی پسند فرمایا ہے اور ہوسکتا ہے کہ کوئی کروڑ پتی ہو اور وہ پھٹے ہوئے کپڑے پہنے اور وہ یہی کہے کہ میں تو ایسے عمل کر رہا ہوں اور اِس کی وجہ ہو بخل کہ پیسے خرچ کرنا جانتا ہی نہیں اِس لیے ایسے کر رہا ہے اور اِس حدیث کی آڑ لے تو یہ غلط ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ تو اپنے پاس رکھا ہی نہیں کرتے تھے تو اُس کروڑ پتی کو دُوسری بات کرنی چاہیے پہلے کہ اپنے پاس رہے ہی نہ پھر یہ کرنا چاہیے کہ اِس طرح سے رہے جیسے اور رہتے ہیں تو یہ بات پہلے نہیں، حقیقتاً اِس طرح کی زندگی گزارنی بہت ہی مشکل کام ہے اور اگر کوئی اِس پر عمل کر لیتا ہے تو وہ بڑا خوش قسمت ہے کیونکہ اِتباعِ سنت جو ہے یہ تو آخرت کا جو خوش نصیب آدمی ہو اُسے نصیب ہوتا ہے ورنہ حاصل ہی نہیں ہوتا، اِتباعِ سنت جو اللہ کے نزدیک بہترین آدمی ہوگا وہ کرسکے گا ورنہ کسی کے بس کا نہیں ہے، وہ جو سیٹھ ہے اور پھٹے ہوئے کپڑے پہن رہا ہے یا پیوند لگے ہوئے پہن رہا ہے اُس کا نام ریاکاری ہوسکتا ہے اِتباعِ سنت نہیں ہوسکتا کیونکہ اِتباعِ سنت تو یہ ہے کہ اپنے پاس رکھے بھی نہ۔

حضرت اَبوذر رضی اللہ عنہ کا مسلک خوب کماؤ اور خرچو مگر جمع نہ کرو :

اور صحابہ کرامؓ میں تو ایک جلیل القدر صحابی جو ہیں حضرت اَبوذر رضی اللہ عنہ وہ تو اِسی کے قائل ہوگئے تھے وہ کہتے تھے کہ روپیہ اور پیسہ یعنی سونا اور چاندی یہ دو سکے جو ہیں یہ نہیں رکھ سکتا آدمی، جائیداد ہے ٹھیک ہے اُس سے آمدنی آئے گی جمع نہیں کرسکتا آمدنی جمع نہیں کرسکتا، باغ ہے کسی کا ٹھیک ہے جائیداد ہے ٹھیک ہے اُس سے کرایہ آتا ہے ٹھیک ہے لیکن جب آجائے تو خرچ کر ڈالنا چاہیے اُسے جمع کرنا یہ اُن کے نزدیک درست نہیں ہے وہ بالکل اِس کے قائل نہیں تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اُن سے ایک دفعہ اِسی طرح کی بات فرمائی تھی بس اُس کے بعد سے تاحیات اُسی پر قائم رہے۔

غلاموں کا درجہ بلند کیا :

اور ایک دفعہ یہ فرمایا تھا جو تم پہنو وہ غلام کو پہناؤ جو تم کھاؤ وہ غلام کو کھلاؤ، غلام کو جانوروں کے درجہ میں سمجھا جاتا تھا اُس دور میں، رسول اللہ ﷺ نے اِحسان فرمایا غلاموں پر کہ اُن کو اِنسانیت کا اَعلیٰ درجہ دِلایا اور فرمایا کہ ایسے کام نہ کہو جو اِن کے بس میں نہ آئے مَا یَغْلِبُہٗ کام غالب آگیا وہ مغلوب ہوگیا دَب کے رہ جائے کام میں، یہ نہیں اور اگر کہیں موقع پڑ جائے ایسا کہ اُن سے اِتنا کام لینا پڑ گیا کہ جس میں وہ بوجھ میں دَب جائیں تو فَلْیُعِنْہُ عَلَیْہِ [1] تم بھی ساتھ لگو کیونکہ جب تم ساتھ لگ جاؤ گے تو وہ یہ نہیں محسوس کرے گا کہ مجھے دَبا رکھا ہے اور خود اپنے آرام سے بیٹھے ہیں یا سو رہے ہیں یا گپیں ہانک رہے ہیں اور میرا تو اِس طرح سے اِنہوں نے دِن اور رات کا چین کھو دیا ہے، نہ رات کو سونا ہے نہ دِن کو فرصت ہے، وہ نہیں برداشت کر سکتا وہ بیمار ہو جائے گا یا بھاگ جائے گا اٰبِقٌ [2] بھی ہوتے تھے غلام، فرمادیا ایسی چیزیں بالکل غلط ہیں۔ اَب حضرت اَبوذر رضی اللہ عنہ کا تو پھر طریقہ یہی بن گیا جو خود کھاتے تھے وہ غلام کو کھلاتے تھے جو خود پہنتے تھے وہ غلام کو بھی پہناتے تھے، بڑھیا جوڑا ایک پہنے ہوئے تھے ایک چادر اور ایک تہبند اور اُسی قسم کا جوڑا غلام کا بھی تھا، بظاہر یہی ہے عَلَیْہِ حُلَّۃٌ وَعَلٰی غُلَامِہٖ حُلَّۃٌ [3] اپنے اُوپر بھی غلام پر بھی اور اُس زمانے میں بھی باوجود اِس کے کہ غلام کو سب اچھا رکھنے لگے تھے، درجہ ہر ایک نے بڑھا دیا تھا عمل سب نے کیا ہے اِس پر مگر اِتنا عمل اِس طرح کا عمل یہ اُن لوگوں کے لیے بھی ایسا تھا کہ جب دیکھتے تھے تو پوچھتے تھے اُن سے کہ یہ کیا بات ہے وہ سناتے تھے کہ یہ بات ہوئی تھی ایسے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا تو تاحیات اُسی پر عمل پیرا رہے۔

اِسی طرح روپے پیسے کے بارے میں بھی اُن کا یہ عمل رہا ہے کہ جو آجائے وہ جمع نہ کرو، بس ذرائع آمدنی تو ہیں تمہارے جب آئے تو گزارہ کرلو پھر آئے پھر گزارہ کرلو باقی بانٹ دو اپنے پاس روپیہ پیسہ بالکل نہ رکھو۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب النکاح رقم الحدیث ۳۳۴۵ [2] مفرور

[3] بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۰

تو ایک تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی زندگی کتنی سادہ تھی اور حقیقتاً کتنی سب کے ساتھ مِل کر مساوات والی زندگی تھی اور وہ مجبورًا نہیں تھی بلکہ اپنے اِختیار سے تھی مجبورًا بالکل نہیں تھی، آپ سب سے بڑے متمول اور سب سے بڑے جائیداد والے بن سکتے تھے لیکن بالکل نہیں کیا ایسے۔

دُوسری بات یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں روپیہ پیسہ اَمانت اَدا کرنے میں سب سے بہتر آدمی ہوں اور میں ایسے کرتا رہا ہوں مسلمان تو اِیمان رکھتے ہی تھے یہودی اور غیر مسلم بھی جانتے تھے، جنابِ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں ''اَمین'' کہلاتے تھے تو اُس کا یہ کہنا مسلمانوں کے لیے تو ایسی چیز تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ اِتنا شریر ہے یہ جھوٹ بول رہا ہے تو کوئی متاثر نہیں ہوا اُس کی بات سے، ہاں ہمیں ایک تعلیم اِس میں ساتھ مِل گئی کہ اِسلام نے تقوی اور اَمانت داری یہ سبق دیا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں جواب میں یہی اِرشاد فرمایا ہے اور یوں نہیں فرمایا کہ میں ایسے کہہ رہا ہوں یہ فرمارہے ہیں کہ وہ جانتا ہے کیونکہ حقیقتاً سب جانتے تھے اور آدمی جیسا بھی ہو اگر وہ سب لوگوں سمیت کسی جگہ جائے، ایک جگہ سے دُوسری جگہ محلے کے محلے اُٹھ کر آتے ہیں جیسے جالندھر سے آئے ہیں اور فلاں جگہ سے آئے ہیں اور وہ اَب ملتے ہیں آپس میں لدھیانے کے لوگ اور جالندھر کے لوگ اور اَمرتسر کے لوگ تو وہ ایک دُوسرے کو پہچانتے ہیں اور ایک دُوسرے کی تمام صفات کو پہچانتے ہیں اور جہاں وہ بستے ہیں آکر چھوٹی سی بستی میں اگر کسی جگہ آباد ہو جائیں تو وہاں کی بستی والوں کو بھی ایک ایک آدمی کے بارے میں پوری باتیں معلوم ہو جاتی ہیں تو اِس طرح سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بھی اُن کو معلومات تھیں

......................اِختتامی دُعاء.........

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۵

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

عید

تکبیر اور تعظیمِ شعائر اللہ کا مقدس دن

لفظِ عید اور اُس کی حقیقت :

''عید'' عربی لفظ ہے ہم اِس کو نام کے طور پر اِستعمال کرتے ہیں جیسے ''ہولی، دِیوالی'' ایک تہوار مانا جاتا ہے شبِ براءت اور محرم کو تہوار کہا جاتا ہے ایسے ہی عید اور بقر عید بھی دو تہواروں کے نام سے سمجھے جاتے ہیں مگر اپنے اصل و حقیقت کے لحاظ سے ''عید'' کے یہ معنی نہیں ہیں۔

عِید ، عَود ، عُود ، عادت ، اِن سب الفاظ کا مأخذ ایک ہی ہے اور ''بار بار'' ہونے کا مفہوم اِس مأخذ یعنی ''عود'' کا بنیادی نقطہ اور مرکزی مفہوم ہے۔ اِس بناء پر ہر دِن ''عید'' ہے کیونکہ وہ بار بار آتا رہتا ہے اور نہ صرف دِن بلکہ ہر ایک رات اور ہر ایک شبِ دیجور[1] کو بھی ''عید'' کہا جا سکتا ہے کیونکہ اِس کا چکر بھی برابر چلتا رہتا ہے اور وہ بھی یکے بعد دیگرے مسلسل آتی رہتی ہے لیکن محاورہ اور عرفِ عام نے کچھ حدیں قائم کر دیں۔ ''ع ی د'' کے اِس لفظی قالب میں مسرت اور خوشی کی رُوح پھونکی گئی ہے کامیابی اور بامرادی کا ہار اِس کے گلے میں ڈالا گیا اور اِجتماعی زندگی کا تاج اِس کے سر پر رکھا

[1] سیاہ، تاریک

گیا یعنی ''عید'' اُس پُر مسرت اور بامراد دِن کو کہا جانے لگا جو اِجتماعی اور قومی زندگی کی تاریخ میں کسی کامیابی اور کامرانی کا مالک ہو اور اِس کی یاد بار بار دِلا کر جسمِ ملت کی سوکھی رگوں میں مسرت کی اُمنگ اور خوشی کی تازگی پیدا کرتا رہتا ہو۔ لفظ اور معنی کے تجزیہ اور تحلیل کے بعد ہم اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ لفظِ ''عید'' اپنے مأخذ کے لحاظ سے کچھ ہی معنٰی رکھتا ہو مگر محاورہ اور عرفِ عام میں وہ ہندی لفظ ''تہوار'' کا مفہوم ادا کرتا ہے۔

''عید'' اور ''تہوار'' میں فرق :

جہاں تک عربی لغت کا تعلق ہے عید اور تہوار ایک ہی مفہوم کے دو نام ہیں یعنی جس کو تہوار کہا جاتا ہے اُسی کو عید بھی کہا جائے گا اور حقیقت یہ ہے کہ عرب کے قومی مذاق نے بھی عید اور تہوار میں کوئی خاص فرق نہیں کیا تھا بقول حضرت سیّدنا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جس طرح اِیران کے عجمی دو تہوار ''نوروز'' اور ''مہرجان'' منایا کرتے تھے مدینہ کے عرب بھی اِن دونوں تہواروں کے عادی ہو چکے تھے، اِیرانی اِن دونوں تہواروں کے لیے فارسی الفاظ ''نوروز'' اور ''مہرجان'' اِستعمال کیا کرتے تھے عربوں نے اِن کے لیے اپنے یہاں کا ٹکسالی لفظ ''عید'' بولنا شروع کر دیا تھا یعنی ایک ہی رُوح کے لیے دو قالب اور ایک ہی منشاء کی تعبیر کے دو عنوان تھے ایک فارسی اور ایک عربی۔

خاتم الانبیاء رحمة اللعالمین ﷺ اللہ عزوجل کا آخری پیغام اور نوعِ اِنسان کے لیے مکمل ترین تہذیب لے کر مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ نے جس طرح قوم کی تمام عادتوں اور اُن کے ہر ایک رسم ورواج پر تنقیدی نظر فرما کر اِصلاح فرمائی اِس رسم پر بھی تبصرہ فرما کر اِس کی اِصلاح فرمائی اَبْدَلَکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا مِّنْھَا یَوْمَ النَّحْرِ وَیَوْمَ الْفِطْرِ [1] یعنی اللہ نے اِن دونوں کے بدلے میں دو تہوار دیے ہیں جو اِن دونوں سے بہتر ہیں ''عید قربانی'' اور ''عید الفطر'' یعنی یہ حقیقت کہ خوشی کے دِن چھوٹے اور بڑے سب ہی حسبِ حیثیت عمدہ لباس پہنیں، بن سنور کر نکلیں، ملیں جلیں اور خوشی منائیں، اِس حقیقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترمیم کر دی گئی کہ یہ دو دِن ''نوروز'' اور ''مہرجان'' نہیں بلکہ ''فطر'' اور ''اَضحیٰ'' کے دو دِن ہیں۔

---

[1] السُنن الکبرٰی للبیھقی رقم الحدیث ۶۱۲۳

ایسا کیوں ؟ :

کیا معاذ اللہ ! قومی تعصب تھا جس نے یہ ترمیم ضروری قرار دی یا کوئی اِصلاحی مقصد تھا جس کے لیے یہ ترمیم ضروری سمجھی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ دینِ فطرت یعنی اِسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ''فطرت'' کا گلا نہیں گھونٹتا اَلبتہ اِس کی کج روی اور بے اِعتدالی دُور کر دیتا ہے اِس کا یہ فعل یہاں بھی ہوا ہے یعنی فطری مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے اِس میں وہ خوبی پیدا کر دی گئی ہے کہ وہ صرف نفسانی اور مادّی چیز ہی نہیں رہی بلکہ سراسر عبادت اور ایک رُوحانی حقیقت بن گئی ہے۔

اِسلامی تعلیم کا حاصل یہ ہے کہ خوشی ضرور مناؤ فطرت کے اِس تقاضے کو کہ سال میں ایک دو روز ایسے ضرور ہوں جن میں اپنی تہذیب قومی اور مِلّی شان وشوکت کا مظاہرہ ہو ضرور پورا کیا جائے مگر اِن دِنوں کے مقرر کرنے اور منانے میں زمانۂ جاہلیت کا ذوق اور جاہلانہ جذبات کار فرمانہ ہوں بلکہ اِس کا محرک کوئی سچا اور پاک جذبہ ہونا چاہیے۔ آباء پرستی حرام ہے، مادّہ پرستی شرک ہے اور ایسا ترنگ اور ایسی عیش وعشرت جو جامۂ اِنسانیت کو چاک اور جبینِ تہذیب کو داغدار بنادے خود تہذیب پر ظلم ہے لہٰذا ''عکاظ'' اور ''ذی المجاز'' جیسے تہوار اور میلے جن میں خاندانی عظمت اور آباؤ اَجداد کے مفاخر میں فصاحت وبلاغت کی تمام طاقتیں صرف کردی جائیں یا نوروز اور مہر جان جیسے تہوار جن میں موسمِ بہار کے نام پر زندگی کی بہار میں بحران پیدا کیا جائے اور خورد ونوش کی وسعت کو رقص وطرب کے دائرہ تک پہنچا کر عیش وعشرت کی داد دی جائے، یہ اِنسانیت وتہذیب وشرافت کی پیشانی پر بدنما داغ ہیں، اِن میں سے ایک ایک کو مٹ جانا چاہیے یعنی اِسلام کا بنایا ہوا تہوار نسلی برتری، خاندانی فخر وعظمت، آباؤ اَجداد کے مفاخر یا موسمِ بہار وخزاں کے مادّی اَثرات کی بناء پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ آباء پرستی کے بجائے خدا پرستی، خاندانی فخر وعظمت کے بجائے اِخلاص وللّٰہیت اور عیش وعشرت کے بجائے اِیثار وقربانی کے جذبات اِس میں کار فرما ہونے چاہئیں اور وہ دِن ایسے ہوں کہ اُن سے اگر یاد ہو سکے تو اِنہی پاک جذبات کی اور اِنہی مقدس رُجحانات کی تاکہ اِنسانی فطرت کا تقاضا اِسی طرح پورا ہو کر عبدیت وبندگی، خدا پرستی اور اِنسانی شرافت وعظمت کے آثار بھی نمایاں رہیں اور اِسلام جس اِنسانیت کی

تعلیم دیتا ہے اُس کی زندہ تصویر سامنے آسکے اور جو اِنفرادی طور پر زندگی کا نصب العین اِن اِلہامی الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے ﴿اِنَّ صَلاَتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ﴾ [1] یہ مقدس نصب العین اِجتماعی صورت میں بھی سامنے آجائے۔

اِسلام نے خدا پرستی کی تصویر میں اِخلاص و صداقت کا رنگ بھرنے کے لیے سب سے پہلے روزے کی تلقین کی ہے جس کی شانِ اِخلاص کا اَندازہ حدیثِ قدسی کے اِس جملہ سے ہوسکتا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ [2] روزہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اِس کی جزاء دُوں گا۔ اِخلاص و اِیثار اور قربانی کی آخری حد وہ ہے کہ اِنسان سب کچھ حتی کہ آل واَولاد کو بھی قربان کرڈالے۔

اِسلام نے فطرتِ اِنسان کو دعوت دی کہ شان وشوکت، زیبائش وآرائش اور اِنبساط ومسرت کی تمام جلوہ آرائیاں، اِخلاص وصداقت کے اِن ہی دو محوروں پر ہونی چاہئیں۔

(۱) جب ماہِ رمضان ختم ہوا اور ایک خدا پرست اِیثار و اِخلاص، خدمتِ خلق اور ہمدردیٔ نوع کا ایک کورس پورا کرا چکے ہیں اِس کا نام ''عید الفطر'' ہے یعنی مسرت کا وہ دِن جس کا محرک اور منبع یہ ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ گزارنے کے بعد آج روزہ کشائی ہوئی ہے۔

(۲) جب والہانہ جذبات کے ساتھ اِس ''بیتِ عتیق'' میں حاضری ہو جس کے بانی حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے پہلے اِس ''وادیٔ غیر ذی ذرع'' میں اپنی مالوفات رفیقۂ حیات حضرت ہاجرہ اور شیر خوار لختِ جگر حضرت اِسماعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر اِس کے بعد اِنسانی تمناؤں کے آخری سہارے کو قربان کرکے عاشقانِ پاک طینت کے لیے مقدس مثال قائم کی تھی۔

یہ دو عیدیں ہیں جن کی اِسلام نے تعلیم دی ہے اِن کے سلسلہ میں لکھنے اور کہنے کی باتیں تو بہت کچھ ہیں مگر مناسب اور بہتر یہ ہے کہ قول کی بجائے فعل کی طرف توجہ دی جائے۔

✧ ✧ ✧

---

[1] بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

[2] بخاری شریف کتاب التوحید رقم الحدیث ۷۴۹۲

رمضان المبارک کی باطنی برکات ، اللہ کی یاد اور اُس کی مشق
حقیقی حیات رُوحانی ہے صرف اَنبیاء ہی اُس کے بارے میں درست بتا سکتے ہیں
شہداء کی کرامات

﴿ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(کیسٹ نمبر I سائیڈ A 1971)

٭٭٭

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

اِس مبارک مہینے میں جو باتیں ہوتی ہیں باطنی وہ ہم کو فقط رسول اللہ ﷺ ہی بتلا سکتے تھے نبی کے علاوہ باقی کسی کو صحیح معلومات ہونی ممکن نہیں، تو اِنسان کی حقیقی حیات رُوحانی ہے ہمیشہ رہنے والی زندگی رُوحانی ہے اور اُس کا جو حصہ نظر آ سکتا ہے وہ ہر اِنسان کو نظر نہیں آ سکتا اَنبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی اُس کو دیکھ سکتے تھے اُن ہی کو اُس کا صحیح پتہ چل سکتا تھا اِس آدمی کو جس کی وفات ہوگئی جسے آپ اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں کہ یہ مرگیا ہے اَب اِس کے ساتھ کیا گزر رہی ہے یہ ہمیں نظر نہیں آ سکتی اَنبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اِس کا پتہ صحیح اور حقیقی چل سکتا تھا۔

ایک شخص کو جو جنابِ رسول اللہ ﷺ کا کجاوا کسا کرتا تھا ایک سفر میں تیر آیا اور اُس کے لگا اُس سے اُس کی وفات ہوگئی اَچانک تیر آیا اور لگا اور وفات ہوگئی لوگوں نے کہا ھَنِیْئًا لَہُ الشَّھَادَۃُ [1] اِس کو شہادت مبارک ہو یہ شہید ہوگیا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا، نہیں اِس نے ایک چادر مالِ غنیمت میں سے چھپالی تھی وہ اِس کے اُوپر آگ بن کر لگ رہی ہے اِس کے بدلے تو اُس کے ساتھ جو کیفیت گزر رہی تھی کہ اُس نے مال میں خیانت کی وہ مال کی خیانت وہ لوگوں کی حق تلفی اُس کو اُس عالَم

---

[1] بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۲۳۴

میں کیا نقصان پہنچا رہی ہے جس عالَم میں وہ یہاں سے اَچانک پہنچ گیا ایک تیر آیا اور فوراً اُس کا اِنتقال ہوگیا اور وہی عالَم ہمیشہ رہنے والا ہے اُس عالَم میں اُس پر کیا گزر رہی ہے اِس کا پتہ ہمیں تو نہیں، صحابۂ کرام نے تو عرض کیا هَنِيْئًا لَهُ الشَّهَادَةُ اِس کو شہادت مبارک ہو لیکن جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اِس نے مالی جرم کیا تھا مالی خیانت کی تھی وہ اِس کے بدن پر چادر جیسے لپیٹ دی گئی ہے وہ چادر چادر نہیں بلکہ آگ ہے وہ اِس کے بدن پر لپیٹ دی گئی یہ اِس کو سزا مل رہی ہے۔

بہت زیادہ واقعات ہیں ایک اور واقعہ لکھتے ہیں ایک شخص تھے بدحال معلوم ہوتے تھے کوئی اُن کے پاس اچھا لباس نہیں تھا یہ پیوند لگے ہوئے خستہ حالت تھی وہ شہید ہوئے تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے لیے بہت بڑی بشارتیں دیں کہ اِس کی گدڑی میں یہ ''حور'' داخل ہونا چاہتی ہے گویا اُس میں جو حقیقتاً کیفیت پیدا ہوئی خوشبو کی اُس میں جو کیفیت پیدا ہوئی رُوحانیت کی یا اِس وجہ سے سمجھو ہر طرح کی کیفیت ہر طرح کی نعمت اُس جگہ ظاہر ہوسکتی ہے کہ جہاں خدا کی رحمت ہو، تو اللہ کی رضا اُسے حاصل ہے جو خدا کی راہ میں جان دے رہا ہے تو وہاں ہر چیز ممکن ہے ہر راحت ممکن ہے اُس کے ساتھ جو معاملہ ہو رہا تھا وہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے بتلایا کہ یہ معاملہ ہوا اور یہ باتیں ایسی نہیں کہ یوں ہی فرمادی گئیں بلکہ ساری دُنیا نے اِس کے اَثرات بھی دیکھے۔

واقعہ یہ ہے کہ جن صحابہ کرامؓ کے بارے میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہادت دی تھی گواہی دی تھی کہ اَنْتُمْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ اللّٰهِ کہ تم زندہ ہو اللہ کے نزدیک اور میں گواہی دیتا ہوں، جنابِ رسول اللہ ﷺ شہدائے اُحد کے مزارات پر اپنی وفات سے پیشتر تشریف لے گئے وہاں بہت کلماتِ تحسین فرمائے، آپ پڑھتے ہیں خطبہ میں سَيِّدُ الشُّهَدَاء حمزة حدیث شریف میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آیا ہے کہ ''سیّد الشہداء'' ہیں وہ سب شہداء کے سردار ہیں اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق آیا ہے سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ[1] اِن کے متعلق حدیث شریف میں وہ کلمات نہیں سَيِّدُ الشُّهَدَاء اِن کے متعلق حدیث میں نہیں ہے حدیث شریف میں نبی کریم

[1] مشکوۃ شریف کتاب الفضائل والشمائل رقم الحدیث ۶۱۶۳

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زبانِ مبارک سے سَیِّدُ الشُّھَدَاء کا لفظ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے متعلق وہ شہید ہوئے تو فرمائے پھر اپنی وفات کے قریب وہاں تشریف لے گئے اور اُن کے لیے دُعا کی اور اُس کے بعد ایسے کلمات اِرشاد فرمائے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے نزدیک زندہ ہو۔

شہداءِ اُحد کی کرامات :

آپ نے دیکھا واقعی اِسی طرح ہوا ہے اِن حضرات کے جسم ہمیشہ تر و تازہ اور نرم اور سالم رہے، اللہ کی عجیب شان ہے، اِمامِ مالک رحمة اللہ علیہ جو مدینہ منورہ کے باشندے ہیں حدیث میں فقہ میں اِمام ہیں اُن کے ماننے والوں کو مالکی کہا جاتا ہے اُنہوں نے مؤطاء میں لکھا ہے بَلَغَنَا ہمیں یہ اِطلاع پہنچی ہے ہمیں یہ روایت پہنچی ہے اہلِ مدینہ سے سنتے چلے آئے ہیں سب بزرگوں سے کہ اِن حضرات کو اِن کے دفن ہونے سے چھتیس سال کے بعد نکالنے کا حکم دیا گیا کہ یہاں پانی لانا ہے نہر لانی ہے اِنجینئروں کی رائے ہے کہ یہی جگہ ہو سکتی ہے ورنہ اہلِ مدینہ کے لیے پانی کی سہولت پہنچانی ممکن نہیں ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ہر آدمی اپنے اپنے مورثِ اَعلیٰ کو جو اُس کے باپ ہوتے ہیں یا دادا ہوتے ہیں یا جو بڑے ہوتے ہیں رشتے میں یہاں سے اُٹھالے اور اُونچی جگہ دفن کر لے ٹیلے پر، وادی میں سے ہٹالے اُونچی جگہ دفن کر دے چنانچہ ہر ایک پہنچا اپنے مورثِ اَعلیٰ کو ہٹایا وہاں سے اور اُوپر لے جا کر دفن کیا، تمام راوی اِسی طرح کی حالت لکھتے ہیں کہ كَاَنَّهُمْ قَوْمٌ نِيَامٌ [1] اُن کے بدن بھی نرم تھے اور ایسے لگتا تھا جیسے سو رہے ہیں۔ تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے جس کے متعلق جو فرمایا وہ ایسی چیز ہے کہ سب کو محسوس ہوئی اُس کے آثار سب کو دِکھائی دیے۔

دیگر شہداء کی کرامات :

حضرت سیّدنا زبیر، حضرتِ طلحہ رضی اللہ عنہما اِن دونوں کی لاشیں ایک جگہ سے دُوسری جگہ منتقل کی گئیں حضرت عبداللہ اِبن عباس رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اُنہوں نے ہی فتوی دیا تھا اور دریا کا پانی

---

[1] المنتظم فی تاریخ الملوك والامم ، ذکر من توفی فی ھذہ السنة من الاکابر

نمی پہنچتی تھی اُس کی اِن کے بدن کو تکلیف پہنچ رہی تھی تو خواب میں حاکم یہ بار بار دیکھتا رہا ہے کہ اِس طرح وہ فرماتے ہیں کہ یہاں سے مجھے ہٹادو، حضرت عبداللہ اِبن عباس رضی اللہ عنہما نے اِن دونوں کی قبر کھولنے کا حکم دیا قبر کھودی گئی واقعی جسمِ پاک پر نمی پہنچتی تھی وہاں سے ہٹا کر دُوسری جگہ پھر دفن کیا گیا، ایک دو نہیں واقعات بہت زیادہ واقعات ہیں اور جب بھی تھے اور اَب بھی ہیں۔

تیرہ سو برس بعد جسم سالم :

یہ عراق میں ۱۹۱۴ء کے بعد کی بات ہے جو دو صحابہ کرام کو ایک جگہ سے دُوسری جگہ منتقل کیا گیا اور یہ قبر اُن کی دُوسری دفعہ کھودی گئی تیسری دفعہ کھودی گئی پہلی دفعہ وہ تھی جو اَصلی (قبر) تھی پھر دوبارہ منتقل کیا گیا پھر اَب تیبارہ منتقل کیا گیا وہ بھی اِسی طرح کا واقعہ ہے کہ والی ٔعراق بار بار دیکھتا رہا خواب میں تو جو چیزیں اُس عالم میں ہونے والی ہیں وہی حقیقی ہیں وہی دائمی ہیں وہی عرصہ تک رہنے والی ہیں وہی مفید اور مضر ہو سکتی ہیں اور اُن کا بتانا یہ نبی کریم علیہ الصلٰوة والتسلیم ہی کا کام تھا۔

ساعتِ رحمت :

چنانچہ آقائے نامدار ﷺ نے ہمیں وہ اَوقات بھی بتلائے کہ کن اَوقات میں خداوندِ کریم کی رحمت متوجہ ہوتی ہے بندوں کی طرف، اُن اَوقات میں سے رمضانِ مبارک کا مہینہ ایک مقدس ترین مہینہ ہے، ایک عظیم رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے اِس میں جو کچھ اِنسان کوشش کر سکتا ہے اُس کو اپنا وقت بالکل ضائع نہ جانے دینا چاہیے خدا کی یاد سے کوئی وقت خالی نہ جائے اِس کی مشق اِس مہینہ میں ہو سکتی ہے، صبح سے شام تک روزے ہی سے رہتے ہیں، جہاں روزے کا خیال ہے وہاں اللہ کا بھی خیال آسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کا حکم مان رہا ہوں جو چیزیں روزہ کہتا ہے نہ کرو، وہ چیزیں نہ کی جائیں اُن سے اپنے آپ کو روکا جائے، غیبت نہ کی جائے اور گناہ نہ کیے جائیں اگر گناہوں سے ہی رُک جائے نا آدمی بہت بڑا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

حقیقی نیک، تھوڑا عمل مگر مسلسل :

ایک تو صورت یہ ہوتی ہے کہ نیک آدمی وہ ہے جو گناہ بھی کرتا رہے نیکی بھی کرتا رہے وہ بھی نیک ہی معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقتاً نیک وہ ہے جو گناہوں سے رُک جائے اور نیکیاں کرے تو بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں اِنسان رفتہ رفتہ رفتہ چھوڑے تو چھوڑ سکتا ہے اور اِس مبارک مہینہ میں صبح سے شام تک تو روزہ رہا ہی رہا ہے اور اُس کے ساتھ ساتھ ایک خفیف سا خیال دھیان ایک لطیف سا دھیان اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کی طرف اگر لگا رہے تو یہ بہت بڑی چیز ہوتی ہے یہ ایسے ہے جیسے کہ ایک چیز ہلکی ہلکی اور دائمی ہو تو وہ جا کر بہت زیادہ بن جاتی ہے بہ نسبت اِس کے کہ ایک بارش کا جھلّہ آئے اور بعد میں نہ رہے، اگر ہلکی پھوار دیر تک رہے جھڑی جسے کہتے ہیں ہلکی پھوار وہ زیادہ مفید ہوتی ہے اور دائمی چیز جو ہے وہ ہوتی ہے زیادہ مفید۔

تمام سال اِس مشق کی برکات :

تو ایک لطیف سا خیال اپنے دِل میں اِنسان یہی رکھے کہ اپنے دِل کو اللہ کی ذاتِ پاک کی طرف متوجہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے یا اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھتے ہیں اِس طرح کا خیال اگر اِنسان قائم رکھے تو اِس کی مشق ہو سکتی ہے اور اِس کے اَثرات پھر سال بھر چلتے ہیں، یہ مہینہ ایسا ہے اِس کے اَثرات اگلے گیارہ مہینے تک اِنسانی طبیعت پر قائم رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اِس مقدس مہینے کی برکات سے پوری طرح متمتع ہوں اور حق تعالیٰ ہمیں اِس کے مبارک اَوقات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اِن کے مبارک اَوقات میں مبارک دُعائیں کرنی ہمیں نصیب فرمائے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

قسط : ۱۹

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

﴿ چودہواں سبق : شہادت کی فضیلت اور شہیدوں کا مرتبہ ﴾

دینِ حق پر یعنی اِسلام پر قائم رہنے کی وجہ سے اگر اللہ کے کسی بندے یا بندی کو مار ڈالا جائے یا دین کی کوشش اور حمایت میں کسی خوش نصیب کی جان چلی جائے تو دین کی خاص زبان میں اِس کو ''شہید'' کہتے ہیں اور اللہ کے یہاں ایسے لوگوں کا بہت بڑا درجہ ہے ایسے لوگوں کے متعلق قرآنِ مجید میں فرمایا گیا ہے کہ اِن کو ہرگز مرا ہوا نہ سمجھو بلکہ شہید ہو جانے کے بعد اللہ کی طرف سے اِن کو خاص زندگی ملتی ہے اور اِن پر طرح طرح کی نعمتوں کی بارش ہوتی رہتی ہے ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ج بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴾ ''جو لوگ اللہ کی راہ میں (یعنی اُس کے دین کے راستہ میں) مارے جائیں، اُن کو ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس اُن کو طرح طرح کی نعمتیں دی جاتی ہیں۔''

شہیدوں پر اللہ کا کیسا کیسا پیار ہوگا اور اُن کو کیسے کیسے اِنعامات ملیں گے اِس کا اَندازہ حضور ﷺ کی اِس حدیث سے کیا جا سکتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا :

> ''جنتیوں میں سے کوئی شخص بھی یہ نہ چاہے گا کہ اُس کو پھر دُنیا میں واپس بھیجا جائے اگرچہ اُن سے کہا جائے کہ تم کو ساری دُنیا دے دی جائے گی لیکن شہید اِس کی آرزو کریں گے کہ ایک دفعہ نہیں، اِن کو دس دفعہ پھر دُنیا میں بھیجا جائے تاکہ ہر دفعہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہو کے آئیں، اُنہیں یہ آرزو شہادت کے مراتب اور اُس کے خاص اِنعامات دیکھ کر ہوگی۔''

شہادت کی تمنا اور اُس کے شوق میں خود رسول اللہ ﷺ کا حال یہ تھا کہ ایک حدیث میں اِرشاد فرمایا :

''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر مجھے زندہ کر دیا جائے اور پھر میں قتل کیا جاؤں اور پھر مجھے زندہ کیا جائے اور پھر میں قتل کیا جاؤں پھر مجھے زندگی بخشی جائے اور پھر میں قتل کیا جاؤں۔''

ایک اور حدیث میں ہے حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''شہید کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چھ اِنعام ملتے ہیں : (۱) ایک یہ کہ وہ فوراً ہی بخش دیا جاتا ہے اور اُس کو جنت میں ملنے والا اُس کا مکان و مقام دِکھا دیا جاتا ہے (۲) دُوسرے یہ کہ قبر کے عذاب سے اُس کو بچا دیا جاتا ہے (۳) تیسرے یہ کہ حشر کے دِن اُس سخت گھبراہٹ اور پریشانی سے اُس کو اَمن دی جائے گی جس سے وہاں سب بے حواس ہوں (اِلا من شاء اللہ) (۴) چوتھے یہ کہ قیامت میں اُس کے سر پر عزت و وقار کا ایک ایسا تاج رکھا جائے گا جس میں ایک یاقوت تمام دُنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا (۵) پانچویں یہ کہ جنت کی حوروں میں سے بہتّر اُس کے نکاح میں دی جائیں گی (۶) چھٹے یہ کہ اُس کے قرابت داروں میں سے ستر کے حق میں اُس کی سفارش قبول کی جائے گی۔''

ایک حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا :

''شہید ہونے والے کے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اَلبتہ اگر کسی آدمی کا قرض اُس کے ذمہ ہوگا تو اُس کا بوجھ باقی رہے گا۔''

اور یاد رہے کہ ثواب اور فضیلت اِسی پر موقوف نہیں ہے کہ دین کے راستہ میں آدمی مار ہی ڈالا جائے بلکہ اگر دین کی وجہ سے کسی اِیمان والے کو ستایا گیا، بے عزت کیا گیا، مارا پیٹا گیا یا اُس کا مال

لوٹا گیا یا کسی اور طرح کا اُس کو نقصان پہنچایا گیا تو اِن سب کا بھی اللہ کے یہاں بہت بڑا ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اِتنے بڑے مرتبے دے گا کہ بڑے بڑے عابد اور زاہد اُن پر رشک کریں گے۔

جس طرح دُنیاوی حکومتوں میں اُن سپاہیوں کی بڑی عزت ہوتی ہے اور اُنہیں بڑے بڑے اِنعامات اور خطابات دیے جاتے ہیں جو اپنی حکومت کی وفاداری اور حمایت میں چوٹیں کھائیں، مارے پیٹے جائیں، زخمی کیے جائیں اور پھر بھی اُس حکومت کے وفادار رہیں، اِسی طرح اللہ کے یہاں اِن بندوں کی خاص عزت ہے جو اللہ کے دین پر چلنے اور دین پر قائم رہنے کے جرم میں یا دین کی ترقی اور سر سبزی کے لیے کوشش کرنے کے سلسلے میں مارے پیٹے جائیں یا بے عزت کیے جائیں یا دُوسری طرح نقصانات اُٹھائیں، قیامت کے دِن ایسے لوگوں کو جب خاص اِنعامات بٹیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص اِعزاز و اِکرام سے اُنہیں نوازے گا تو دُوسرے لوگ حسرت کریں گے کہ کاش ! دُنیا میں ہمارے ساتھ بھی یہی کیا گیا ہوتا، دین کے لیے ہم ذلیل کیے گئے ہوتے، مارے پیٹے گئے ہوتے، ہمارے جسموں کو زخمی کیا گیا ہوتا تا کہ اِس وقت یہی اِنعامات ہم کو بھی ملتے۔

اے اللہ ! اگر ہمارے لیے کبھی ایسی آزمائشیں مقدر ہوں تو ہم کو ثابت قدم رکھنا اور اپنی رحمت اور مدد سے محروم نہ فرمانا، آمین۔

مخیّر حضرات سے اپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

عید کس کی ہے ؟

﴿ جناب وفا صاحب ملک پوری ﴾

جس نے دُنیا میں کیا ہو آخرت کا بندو بست
جو نہ بھولا ہو غمِ ہستی میں اِقرار اَلست
کر دیا ہو جس نے اپنی بیجا خواہشوں کو پست
جس نے اپنے نفسِ اَمارہ کو دیدی ہو شکست

فرق کچھ آئے نہ جس کے عزم و اِستقلال میں
راہِ حق پر جو رہے ثابت قدم ہر حال میں

جس کے اِیماں کی حرارت قلب کو دے سوز و ساز
جو سمجھتا ہو خدائے پاک کی طاعت کا راز
آنکھ کی ٹھنڈک ہو جس کے واسطے ذوقِ نماز
سر جھکا کر سجدۂ خالق میں جو ہو سرفراز

کامراں جس کی وفا ہو ہر جفا کے سامنے
جس کی پیشانی جھکی ہو بس خدا کے سامنے

بھول کر بھی اَمرِ حق سے ہو نہ جس کو اِختلاف
کعبۂ دِل کی حفاظت جو سمجھتا ہو طواف
جس کے دِل کا آئینہ گردِ کدورت سے ہو صاف
جس کے حسنِ خلق کا دُشمن کو بھی ہو اِعتراف

جو غم و اَندوہ میں بھی مسکراتا ہی رہے
زیرِ خنجر بھی پیامِ حق سناتا ہی رہے
عید اُس کی ہے، مے وحدت سے جو سرشار ہو
عید اُس کی ہے جو اہلِ درد کا غمخوار ہو
خلق میں اَمن و صداقت کا علمبردار ہو
خوگرِ دردِ محبت ، پیکرِ اِیثار ہو
عید اُس کی ہے جو اِحساسِ وفا سے کام لے
عید اُس کی ہے جو گرتے ہوؤں کو تھام لے

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔ (ادارہ)

قسط : ۱۹

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبد العظیم صاحب ترمذی ﴾

﴿ بستی والوں کا قصہ ﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے دو رسول ایک بستی کی طرف بھیجے اُس بستی کے رہائشی اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتے تھے جب اُن رسولوں نے وہاں جا کر اہلِ بستی کو خدا کی عبادت کرنے اور بتوں کی پوجا چھوڑنے کی تبلیغ کی تو اُن لوگوں نے اِن کی باتوں کو نہ مانا بلکہ کفر و سرکشی میں مزید پختہ ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے اِن رسولوں کی تائید و نصرت کے لیے تیسرا رسول بھیجا لیکن اُن بستی والوں نے بجائے اِطاعت کے یوں کہنا شروع کر دیا :

﴿مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴾

(سُورۂ یٰسٓ : ۱۵)

''تم تو اِنسان ہو جیسے ہم، اور رحمٰن نے کچھ نہیں اُتارا، تم سارے جھوٹ کہتے ہو۔''

اِن رسولوں نے کہا :

﴿رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ﴾

(سُورۂ یٰسٓ : ۱۶، ۱۷)

''ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم بے شک تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں اور ہمارے ذمے یہی ہے پیغام پہنچا دینا کھول کر۔''

اِس پر اہلِ بستی کفر و تکذیب کے ساتھ ساتھ دھمکیاں دینے لگے :

﴿قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (سُورۂ یٰسٓ : ۱۸)

''بولے ہم نے نامبارک دیکھا تم کو، اگر تم باز نہ رہو گے تو ہم تم کو سنگسار کریں گے اور تم کو پہنچے گا ہمارے ہاتھ سے دردناک عذاب۔''

رسولوں نے جواب دیا : اے جہلاء اور ناواقفو ! تم نور اور خیر کو نحوست کہتے ہو ! ہمیں تم پر سخت تعجب ہے، تم تو گمراہی اور ضلالت میں ڈوبے ہوئے ہو۔

﴿قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴾ (سُورۂ یٰسٓ : ۱۹)

''کہنے لگے تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہے، کیا اِتنی بات پر کہ تم کو سمجھایا ! کوئی نہیں پر تم لوگ ہو کہ حد پر نہیں رہتے۔''

اِسی دوران ایک مومن آدمی بھاگا ہوا لوگوں کے پاس آیا اور کہنے لگا :

﴿ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ○ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ (سُورۂ یٰسٓ : ۲۰ ، ۲۱)

''اے قوم ! چلو راہ رسولوں کی، چلو ایسے شخص کی راہ پر جو تم سے بدلہ نہیں چاہتے اور وہ ٹھیک راستہ پر ہیں۔''

جب وہ مومن لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دینے لگا اور بتوں کا اَنجام بتلانے لگا یہ سن کر لوگوں نے اُسے جواب دیا کہ تم گمراہ ہوگئے ہو اور تم نے اپنے آباؤ اَجداد کے مذہب کو چھوڑ دیا ہے، اُس مومن نے جواب دیا :

﴿وَمَالِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّ لَا يُنْقِذُوْنَ ○ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ﴾ (سُورۂ یٰسٓ : ۲۲ تا ۲۵)

''اور مجھ کو کیا ہوا کہ میں بندگی نہ کروں اُس کی جس نے مجھ کو بنایا ؟ اور اُسی کی طرف سب پھر جاؤ گے۔ بھلا میں اُس کے سوا اوروں کو پوجوں کہ اگر مجھ پر چاہے رحمٰن تکلیف تو کچھ کام نہ آئے مجھ کو اُن کی سفارش، اور نہ وہ مجھ کو چھڑائیں۔ تو میں بھٹکتا رہوں صریح گمراہی میں، میں یقین لایا تمہارے رب پر مجھ سے سن لو۔''

لوگوں نے اُس کی نصیحت کو قبول نہ کیا بلکہ اُس کو مارنے پیٹنے لگے حتی کہ اُس کو قتل کر دیا، اللہ نے اُسے جنت میں داخل کر دیا، اُس مومن نے اپنی بصیرت سے اِن نعمتوں کو دیکھ کر جن کا اللہ نے مومنین سے وعدہ کیا ہے حسرت سے کہا !

﴿یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ o بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ﴾

(سُورۂ یٰسٓ : ۲۶ ، ۲۷)

''کسی طرح میری قوم معلوم کرلے کہ بخشا مجھ کو میرے رب نے، اور کیا مجھ کو عزت والوں میں۔''

اِس کے بعد اللہ نے اِس بستی پر عذاب نازل کیا اور تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

﴿اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴾ (سُورۂ یٰسٓ : ۲۹)

''بس یہی تھی ایک چنگھاڑ پھر اُسی دم سب بجھ گئے۔''

❁ ❁ ❁

ماہنامہ انوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اپنے کاروبار کی تشہیر
اور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں !

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

قسط : ۱

کسبِ معاش میں شرعی حدود کی رعایت

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

دُنیا دارُالاسباب ہے یہاں زندگی گزارنے کے لیے اَسبابِ معیشت اور سامانِ ضرورت حاصل کرنا لازم ہے اِسی وجہ سے قرآنِ پاک میں مال و دولت کو ''مدارِ زندگی'' قرار دیا گیا ہے، اِرشادِ خداوندی ہے :

﴿ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا ﴾ (سُورۃ النساء : ۵)

''اور مت دو بے عقلوں کو اپنے وہ مال جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے گذران کا سبب بنایا ہے۔''

ظاہر ہے کہ جو چیز ''مدارِ زندگی'' ہو اُسے اِسلام جیسا دینِ فطرت کیسے نظر اَنداز کر سکتا ہے اِسی لیے اِسلام نے جہاں ایک طرف اِس ''مدارِ زندگی'' کو ''مقصودِ زندگی'' بنانے سے منع کیا ہے اور آخرت فراموشی کے ساتھ دُنیا میں اِشتغال کو ناپسند کیا ہے، وہیں رہبانیت (یعنی دُنیوی اَسباب سے کنارہ کشی) کو بھی ممنوع قرار دیا ہے اور اِس معاملہ میں درمیانی راستہ اَپناتے ہوئے برائے ضرورت اور بقدرِ ضرورت دُنیوی اَسباب اِختیار کرنے کی ترغیب دی ہے چنانچہ نبی اکرم ﷺ سے یہ دُعا مانگنا ثابت ہے :

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَادِیْ. (مسلم شریف رقم الحدیث ۲۷۲۰)

''اے اللہ ! میرے دین کی درستگی فرما جو مرے لیے محفوظ پناہ ہے اور میری دُنیا کی اِصلاح فرما جس میں میری زندگی گذرنی ہے اور میری آخرت کی بھی اِصلاح فرما جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے۔''

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا :
طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ. (الترغیب و الترھیب :۲۶۷۶ ، شعب الایمان :۸۷۴۱) یعنی حلال کمانا فرض پر فرض ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ بھی اِرشاد ہے کہ ''جو شخص دُوسروں کے سامنے سوال کرنے سے بچنے، اپنے بال بچوں پر خرچ کرنے اور پڑوسیوں پر مہربانی کرنے کے لیے حلال کمائی کا طلبگار رہو، وہ اللہ کے دربار میں اِس حال میں حاضر ہوگا کہ اُس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا، (اِس کے برخلاف) جو شخص فخر و مباہات اور ناموری اور دُوسروں پر برتری کے مقصد سے دُنیا کمائے تو وہ اللہ کے دربار میں اِس حال میں حاضر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُس پر غصہ ہوں گے۔'' (شعب الایمان ۷/ ۲۹۸)

حضرت اَبوعبداللہ بصریؒ کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا کہ ''جو شخص حلال کمائی میں تنگ ودو کی وجہ سے تھک ہار کر سوئے تو وہ اِس حال میں رات گزارتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہوتے ہیں۔'' (اِصلاح المال ص۷۲)

حضرت نعیم بن عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا کہ ''روزی کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت میں ہیں۔'' (اِصلاح المال ص۷۳)

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اِرشاد ہے کہ ''حلال کمانا جہاد ہے اور اللہ تعالیٰ کاریگر بندہ کو پسند فرماتے ہیں۔'' (اِصلاح المال ص۷۱)

حضرت اَبورزمہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ اگر لوگ یکسو ہوکر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ غیب سے اُن کے لیے روزی کا اِنتظام فرمائیں گے، تو اُس شخص کا یہ کہنا کیسا ہے ؟ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے جواب دیا کہ ''یہ بات قابلِ عمل نہیں ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو معاش میں مبتلا فرمایا چنانچہ اِرشادِ خداوندی ہے ﴿وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ ''اور کتنے اور لوگ پھرتے ہیں زمین میں اللہ کے فضل کو ڈھونڈتے ہوئے'' اور خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ

میں بہت سے لوگ مالدار تھے، حضرت اَبواَیوب اَنصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا باغ تھا اور فلاں فلاں کے باغات تھے، دُوسری طرف بہت سے مہاجر اور اَنصار صحابہ ایسے تھے جن کے پاس زیادہ مال نہ تھا لیکن نبی اکرم ﷺ نے مالداروں پر یہ کہہ کر تنگی نہیں فرمائی کہ وہ ایک دن کا خرچ نکال کر بقیہ مال صدقہ کردیں اَلبتہ آپ موقع بموقع اُن کو ثواب کے مواقع پر آگے بڑھ کر خرچ کرنے کی ترغیب ضرور دیتے تھے۔'' (شعب الایمان ۲/۹۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مذکورہ اَثر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اِسلام کی نظر میں اَسبابِ معیشت کا بالکلیہ ترک پسندیدہ نہیں ہے بلکہ کسی حد تک اِن کا اِختیار کرنا مطلوب ہے۔

''مال'' بہترین معاون ہے :

نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت سے مواقع پر مال ودولت اِنسان کی عزت کو بچانے، لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کا فرض اَنجام دینے اور بہت سے دینی مقاصد کی تکمیل میں بہترین مددگار کی شکل میں سامنے آتا ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا اِرشاد ہے :

نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ. (مسند احمد ۴/۱۹۷)

''اچھا مال نیک شخص کے لیے بہترین مددگار ہے۔''

اور ایک دُوسری حدیث میں ہے :

اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهٗ بِحَقِّهٖ وَوَضَعَهٗ فِيْ حَقِّهٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ. (شعب الایمان ۲/۹۱، مسند احمد ۳/۴۳۴)

''بے شک یہ مال ہرا بھرا اور میٹھا ہے پس جو شخص اِس کو اُس کے حق کے ساتھ (حلال طریقہ پر) حاصل کرے اور مستحق مصارف میں اِسے صرف کرے تو یہ اُس کے لیے بہترین مددگار ہے۔''

نیز ایک روایت میں پیغمبر علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا :

لَابَأْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ. (سُنن ابن ماجہ رقم الحدیث : ۲۱۴۱)

''اللہ سے ڈرنے والے کے لیے مالداری میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

اور ایک روایت میں آپ کا یہ اِرشاد بھی نقل کیا گیا ہے :

لَیْسَ بِخَیْرِکُمْ مَنْ تَرَکَ دُنْیَاہُ لِاٰخِرَتِہٖ وَلَا اٰخِرَتَہٗ لِدُنْیَاہُ حتّٰی یُصِیْبَ مِنْھُمَا جَمِیْعاً فَاِنَّ الدُّنْیَا بَلَاغٌ اِلَی الْاٰخِرَۃِ وَلَا تَکُوْنُوْا کَلًّا عَلَی النَّاسِ. (رواہ ابن عساکر عن انسؓ، کشف الخفاء :۱۵۲/۲)

''تم میں وہ آدمی بہتر نہیں ہے جو اپنی آخرت کے لیے اپنی دُنیا کو اور دُنیا کے لیے آخرت کو چھوڑ دے بلکہ (بہتر وہ ہے جو) دونوں سے اپنا حصہ حاصل کرے اِس لیے کہ دُنیا آخرت تک پہنچانے کا ذریعہ ہے اور تم لوگوں پر بوجھ مت بنو (یعنی اپنی ضروریات میں خود کفیل بنو دُوسروں کے سہارے نہ رہو)۔''

حضرت معاذ بن عفراءؓ کہتے ہیں کہ حضرت علی اِبن اَبی طالب کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو دُنیا کو برا بھلا کہتے ہوئے سنا تو آپ نے اِرشاد فرمایا کہ ''یہ دُنیا سچوں کے لیے سچائی کا گھر ہے اور سمجھداروں کے لیے عافیت کا گھر ہے اور جو اِس دُنیا سے توشہ اِختیار کرے اُس کے لیے مالداری کا گھر ہے، یہ اللہ کے پسندیدہ بندوں کی سجدہ گاہ، اللہ کی وحی کے نزول کی جگہ، فرشتوں کی جائے نماز اور اللہ کے اَولیاء کی جائے تجارت ہے جہاں رہ کر اُنہوں نے رحمتِ خداوندی کو کمایا اور یہیں رہ کر جنت کو نفع میں حاصل کیا۔'' (اِصلاح المال ص ۵۰)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ''یہ مال کیا ہی خوب ہے جس کے ذریعہ میں صلہ رحمی کرتا ہوں اور اپنے پروردگار کا تقرب حاصل کرتا ہوں۔'' (اِصلاح المال ص ۴۶)

حضرت زُبیر بن العوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''مال کے اَندر بہت سی خوبیاں پائی جاتی ہیں مثلاً کارِ خیر میں مدد کرنا، صلہ رحمی کرنا، اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا، خوش اَخلاقی اِختیار کرنا اور اِسی کے ساتھ ساتھ اِس میں دُنیوی شرافت اور لذات کا حصول بھی ہے۔'' (اِصلاح المال ص ۴۷)

حضرت اَبوصالح اسدیؒ فرماتے ہیں کہ ''میں نے دُنیا و آخرت کی تمام بھلائی تقویٰ اور مالداری

میں پائی جبکہ دُنیا و آخرت کے تمام شرور محتاجگی اور فسق و فجور میں پائے جاتے ہیں۔'' (اِصلاح المال ۴۱)

حضرت سفیانِ ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں اَشرفیاں دیکھی گئیں تو کچھ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا (کہ یہ بزرگ بھی دُنیادار معلوم ہوتے ہیں) یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ''اگر یہ اَشرفیاں ہمارے پاس نہ ہوتیں تو اُمراء اور حکام ہمیں اپنا دستی رُومال بنا لیتے۔'' (یعنی اُن کی نظر میں ہماری کوئی عزت نہ ہوتی)۔ (اِصلاح المال ص ۴۱)

حضرت سفیانِ ثوری رحمہ اللہ سے ہی منقول ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ ''مال اِس زمانہ میں مؤمن کا ہتھیار ہے'' (جس کے ذریعہ وہ اپنی عزت اور نفس کی حفاظت کرتا ہے)۔ (اِصلاح المال ۴۲)

حضرت مقدام بن معدی کرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں دِینار و دِرہم (روپے پیسے) کے علاوہ کوئی چیز بھی نفع نہ دے گی۔'' (اِصلاح المال ص ۴۳)

ایک شخص نے حسن بن یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ سے حبشہ کے علاقہ میں ملاقات کی جہاں وہ مالِ تجارت لے کر پہنچے ہوئے تھے تو اُس شخص نے اِن سے پوچھا کہ آپ یہاں کیسے آئے ؟ تو حسن بن یحیٰی نے بتلایا کہ میں تجارت کی غرض سے آیا ہوں، یہ سن کر وہ آدمی بولا کہ آپ کی یہ ساری تگ و دو دُنیا طلبی اور حرص کی بنیاد پر ہے ؟ تو حسن بن یحیٰی نے جواب دیا کہ ''یہ بات نہیں ہے بلکہ مجھے جس چیز نے اِس اِقدام پر مجبور کیا وہ یہ ہے کہ میں تم جیسے لوگوں کے سامنے ضرورت ظاہر کرنے کو ناپسند سمجھتا ہوں'' (گویا اِستغناء اور خودداری نے مجھے تجارت کا مشغلہ اَپنانے پر مجبور کیا)۔ (اِصلاح المال ص ۲۳۷)

حضرت سعید بن المسیب فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے، اپنی ذمہ داریوں کو بجالانے اور خلقِ خدا سے مستغنی رہنے کے واسطے مال سے محبت نہ رکھے اُس میں کوئی خیر نہیں ہے (یعنی مذکورہ نیک مقاصد سے مال طلب کرنا یقیناً پسندیدہ ہے)۔ (شعب الایمان ۲/۹۲)

حضرت ہیثم بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا مجھے تجارت کے لیے سمندری سفر کرنا چاہیے ؟ تو حضرت عبداللہ بن مبارک نے جواب دیا کہ ''سمندری اور خشکی ہر طرح کا سفر کرنا چاہیے اور عوام الناس سے مستغنی رہ کر زندگی گزارنی

چاہیے''۔(اِصلاح المال ص۷۶-۷۷)

اِن آثار واَقوال سے معلوم ہوا کہ اگر نیت بخیر ہو تو اِصلاحِ معاش کی فکر کرنے اور اُس کے لیے حسنِ تدبیر اَپنانے میں حرج نہیں ہے تاکہ یہ مال نہ صرف یہ کہ زندگی میں کام آئے بلکہ بعد میں وارثین بھی اِس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

نبی اکرم ﷺ کا مشہور اِرشاد ہے :

اِنَّکَ اِنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَھُمْ عَالَۃً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ.

(بخاری شریف رقم الحدیث : ۱۲۹۵ ، مسلم شریف رقم الحدیث : ۱۶۲۸)

''تم اپنے وارثین کو دُوسروں سے بے نیاز چھوڑ کر جاؤ یہ اِس بات سے بہتر ہے کہ اُنہیں بھیک مانگتا ہوا فقیر چھوڑو۔''

اَمیر المومنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ ''جو مال اللہ تعالیٰ نے تمہیں بطورِ رزق عطا فرمایا ہے اُس کو درست رکھا کرو (یعنی اُس کی حفاظت اور اُسے بڑھانے کا اِنتظام کرو) اِس لیے کہ جو مال کم ہو مگر سلیقہ کے ساتھ ہو وہ اُس زیادہ مال سے بہتر ہے جو پھوہڑ پن کے ساتھ ہو۔''(اِصلاح المال ص۵۸)

شرعی حدود کی رعایت ناگزیر :

تاہم اِسلام اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ کسی بھی معاملہ میں پیش قدمی کرنے سے پہلے اپنے خالق و مالک کی مرضی اور منشاء کو معلوم کر کے اُس کا لحاظ رکھنے کی کوشش کریں اور کسی بھی وقت دُنیوی مصروفیات میں اِس طرح منہمک نہ ہوں کہ اپنے خالق کی یاد کو بھلا بیٹھیں چنانچہ مال کو حاصل کرنے کے بارے میں بھی مسلمان کو کھلی آزادی نہیں دی گئی ہے بلکہ اِس بارے میں شریعت اِسلامی میں کچھ شرائط متعین کی گئی ہیں جن کا خیال رکھنا ہر شخص پر لازم ہے اور جو شخص اُن کا خیال کیے بغیر مال کو حاصل کرے گا اُس کے لیے یہ مال نعمت نہیں بلکہ بدترین وبالِ جان بن جائے گا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

فَمَنْ یَاْخُذُ مَالاً بِحَقِّہٖ یُبَارَکُ لَہٗ فِیْہِ وَمَنْ یَّاْخُذُ مَالاً بِغَیْرِ حَقِّہٖ فَمَثَلُہٗ مَثَلُ الَّذِیْ یَاْکُلُ وَلاَ یَشْبَعُ.

(مسلم شریف رقم الحدیث:۱۰۵۲ ، ابن ماجه رقم الحدیث : ۳۹۹۵)

''سو جو شخص مال کو اِستحقاق کے ساتھ حاصل کرے تو اُس کے لیے اُس میں برکت کی جاتی ہے اِس کے برخلاف جو شخص ناحق طریقہ پر مال کمائے اُس کی مثال اُس شخص کے مانند ہے جو کھاتا رہے مگر اُس کا پیٹ نہ بھرے۔''

اَلغرض مال کی ایسی ہوس کہ حلال حرام کی تمیز ختم ہو جائے اور آدمی شریعت اور آخرت کی باز پرس سے بے پرواہ ہو کر دُنیا کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ایسی مالداری قابلِ صد مذمت اور شدید فتنہ ہے جس پر قرآن و حدیث میں سخت وعیدیں وارِد ہیں۔

کون سے مالدار قابلِ تعریف ہیں ؟ :

اور شریعت کی نظر میں قابلِ تعریف وہی سرمایہ دار ہیں جو دُنیوی کاروبار میں لگنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس کے اَحکامات کی تعمیل سے غافل نہیں رہتے ، اِرشاد خداوندی ہے :

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ﴾ (سُورۃ المؤمنون : ۳۷)

''وہ لوگ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے ، اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوۃ دینے سے۔''

اور پیغمبر علیہ السلام نے سچائی اور اَمانت داری کے ساتھ تجارت کرنے والوں کو اِن الفاظ میں بشارت سنائی :

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ. (الترمذی عن ابی سعیدؓ رقم الحدیث : ۱۲۰۹ ، الترغیب والترھیب : ۲۷۶۷)

''سچا اور اَمانت دار تاجر قیامت میں اَنبیاء ، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

اَیُّھَا النَّاسُ اِتَّقُوا اللّٰہَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ فَاِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَوْفِیَ رِزْقَھَا وَاِنْ اَبْطَاَ عَنْھَا فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ، خُذُوْا مَاحَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرُمَ . (سُنن اِبن ماجه رقم الحدیث : ۲۱۴۴)

''اے لوگو ! اللہ سے ڈرو اور رزق کی طلب میں عمدگی اِختیار کرو اِس لیے کہ آدمی اُس وقت تک وفات نہیں پا سکتا جب تک کہ اپنے حصہ کی روزی نہ پالے اگرچہ اِس میں کچھ تاخیر ہی کیوں نہ ہو، اِس لیے اللہ سے ڈرتے رہو اور روزی کی تلاش میں حسن تدبیر اِختیار کرو اور جو صورت حلال ہو اُسے لے لو اور حرام کو چھوڑ دو۔''

معلوم ہوا کہ ہمیں دُنیا طلبی میں ہر موڑ پر شرعی حدود کی پابندی کرنی چاہیے اور ہر اُس ذریعہ سے اِجتناب کرنا چاہیے جس پر شریعت میں پابندی لگائی گئی ہے۔

سود کی ممانعت :

اِسلامی شریعت میں مال کمانے کے بعض ذرائع کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہے کہ عالَم کا اَمن واَمان اور معاشرہ کی صلاح وفلاح اِسی ممانعت پر عمل کرنے میں مضمر ہے اور جس معاشرہ میں شرعی ممانعت کی پرواہ نہیں رکھی جاتی وہ معاشرہ خودغرضی اور مفاد پرستی کا نمونہ بن جاتا ہے جیسا کہ آج پوری دُنیا کا حال ہے کہ آدمی مال و دولت کے حصول میں بالکل آزاد ہو چکا ہے اور ہر شخص اپنے مفاد کی تکمیل کے لیے کچھ بھی کر گزرنے کے لیے تیار ہے اور دُوسرے کی خیر خواہی کا جذبہ مفقود ہوتا جا رہا ہے۔

اِن حرام ذرائع میں سب سے بدترین ذریعہ ''سود'' ہے۔ قرآنِ کریم میں نہ صرف یہ کہ سودی لین دین سے منع کیا گیا ہے بلکہ سودی کاروبار میں لگے رہنے والوں سے اعلانِ جنگ کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَابَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ o فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ﴾(سُورۃ البقرہ : ۲۷۸ ، ۲۷۹)

''اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو پھر اگر نہیں چھوڑتے تو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑنے کو تیار ہو جاؤ۔''

قرآنِ کریم میں اِس طرح کی سخت وعید کسی اور عمل پر وارِد نہیں ہے اِس سے سودی آمدنی کے منحوس ہونے کا بہ آسانی اَندازہ لگایا جاسکتا ہے نیز اَحادیث شریفہ میں بھی کثرت کے ساتھ سود کی ممانعت وارِد ہوئی ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

دِرْھَمُ رِبٰوا یَاْکُلُہُ الرَّجُلُ وَھُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّۃٍ وَّثَلٰثِیْنَ زِنْیَۃً. [1]

''سود کا ایک درہم جسے آدمی جان بوجھ کر کھائے اُس کا وبال اور گناہ ۳۶ مرتبہ بدکاری کرنے سے بڑھا ہوا ہے۔''

(۲) سیّدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ آکِلَ الرِّبٰوا وَمُوکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَ شَاھِدَیْہِ وَقَالَ :ھُمْ سَوَاءٌ. [2]

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، سودی معاملہ کو لکھنے والے اور اُس کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔''

(۳) سیّدنا حضرت اَبوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد نقل فرماتے ہیں :

اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ حُوْباً اَیْسَرُھَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ .(الترغیب والترھیب : ۲۸۸۱)

''سود کے ستر درجات ہیں جن میں سب سے ہلکا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے (نعوذ باللہ) منہ کالا کرے۔''

---

[1] مُسند احمد ۵ /۲۲۵ ، الترغیب ۲۸۷۷ [2] رواہ مسلم۲/۲۷ ، مظاھرحق ۳/۲۳

(۴) آنحضرت ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں :

فَاَتَیْتُ عَلٰی قَوْمٍ بُطُوْنُھُمْ کَالْبُیُوْتِ فِیْھَا الْحَیَّاتُ تُرٰی مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِھِم فَقُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَا جِبْرِیْلُ ؟ قَالَ ھٰؤُلَاءِ اٰکِلَةُ الرِّبٰوا.[۱]

''(معراج کی رات میں) میرا گزر ایسی جماعت پر ہوا جن کے پیٹ کمروں کے مانند تھے جن میں سانپ (لوٹ رہے) تھے جو باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں ؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔''

(۵) حضرت عبداللہ اِبن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

اِذَا ظَھَرَ الزِّنَا وَالرِّبَا فِیْ قَرْیَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوا بِاَنْفُسِھِم عَذَابَ اللّٰہِ.(رواہ ابویعلی رقم الحدیث ۴۹۸۱ ، الترغیب والترھیب رقم الحدیث ۲۸۸۳)

''جب کسی بستی میں بدکاری اور سودخوری عام ہوجائے تو وہاں کے باشندے اپنے کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنالیتے ہیں۔''

اِسی طرح کی اور روایات بھی ذخیرۂ اَحادیث میں موجود ہیں جن کو پڑھ کر کسی بھی صاحب اِیمان کو ہرگز ہرگز یہ جرأت نہ ہونی چاہیے کہ وہ اپنی آمدنی میں سود کا ایک لقمہ بھی شامل کرے، لیکن بُرا ہو مال کی ہوس اور دولت کی حرص کا کہ آج ہم اِسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود سودی کاروبار سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتے اور مال کی کثرت کے شدید شوق میں حلال وحرام کی تمیز ختم کردیتے ہیں حالانکہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے :

اَلرِّبَا وَاِنْ کَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَہٗ اِلٰی قُلٍّ. (رواہ الحاکم عن عبد اللہ بن مسعودؓ ۲/۳۷، الترغیب و الترھیب ص :۴۲۰)

''سود کا مال اگرچہ بہت ہوجائے مگر اُس کا اَنجام کمی ہی ہے۔''

---

[۱] رواہ احمد ۲/ ۳۵۳ ، الترغیب و الترھیب : ۲۸۸۵

تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ حرام مال جیسے آتا ہے ویسے ہی بے فائدہ جگہوں پر خرچ ہو کر چلا بھی جاتا ہے اور بسا اَوقات اپنے ساتھ دُوسرے حلال مال کی برکت بھی ختم کر دیتا ہے اِس لیے اللہ سے ڈرنے کا حق اُسی وقت اَدا ہو سکتا ہے جبکہ ہم اپنی معیشت اور کاروبار کو سود کی نجاستوں سے حتی الامکان پاک کرلیں اور حرام ذرائع سے بچ کر اپنا ٹھکانا جنت میں بنالیں۔

سود کی حرمت پچھلی شریعتوں میں :

یہاں یہ بات خاص طور پر پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ سودی لین دین کی حرمت صرف اِسلام ہی میں نہیں ہے بلکہ پچھلے مذاہبِ سماویہ وغیر سماویہ کا نظریہ بھی اِس کے بارے میں وہی تھا جو اِسلام پیش کرتا ہے چنانچہ

☆ یہودیت میں سود قطعاً حرام تھا۔ اَصحاح ۲۲ سفر مزامیر میں لکھا ہے :

''اِیمان والا شخص سود پر (مال) نہیں دیتا۔''

☆ اور توریت میں ہے: ''جب تمہارا بھائی محتاج ہو تو اُس کو سود پر (مال) نہ دو۔''

اِس کے بعد یہودی اَحبار و رہبان نے اپنی مادّیت پرستی کی روایت برقرار رکھتے ہوئے اِس حرمتِ مطلقہ کو اِس معنی پر محمول کرلیا کہ یہود کا آپس میں تو سودی لین دین ممنوع ہے اَلبتہ غیر یہودیوں سے سود لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ آج تک وہ اِس تحریف پر عمل پیرا ہیں۔ قرآنِ کریم نے اُن کی اِس تحریف و تلبیس کو اِن الفاظ میں واشگاف فرمایا ہے :

﴿ وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَاَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾ (سُورۃ النساء : ۱۶۱)

''اور اُن کی سود خوری سے بھی حالانکہ اِس سے اُن کو ممانعت کر دی گئی تھی اور اِس سے بھی کہ وہ ناحق لوگوں کے مال کھاتے تھے اور اِن میں سے ظالموں کے لیے ہم نے عذابِ الیم تیار کر رکھا ہے۔''

☆ اِسی طرح دینِ عیسائیت میں بھی سود ناجائز تھا، ''اِنجیل لوقا'' میں ہے :

''جب تم ایسے لوگوں کو قرض دے رہے ہو جن سے تم پوری پوری مکافات اور اَدائیگی کی اُمید رکھتے ہو تو پھر مزید زیادتی تمہارے لیے کیسے مناسب ہے ؟ اَلبتہ تمہیں نیک کام کرنے چاہئیں اور یہ سوچ کر قرض دینا چاہیے کہ اِس کا نفع تمہیں واپس نہ ملے گا تو اُس وقت تمہیں بہت ثواب ملے گا۔'' ۱

اِس کے بعد بتدریج عیسائی معاشرہ میں سود کی اِجازت دی جانے لگی، تا آنکہ بالکلیہ چھوٹ دے دی گئی اور بالآخر کلیسائی نظام نے بھی اِس تحریف پر اپنی مہر ثبت کر کے اِس جرم کو پھلنے اور پھولنے کا موقع فراہم کر دیا۔

☆ نیز ہندو مذہب میں بھی سودی لین دین ایک نا قابلِ معافی جرم ہے، ''اُچاریہ منوجی ادھیائے'' اپنی سمرتی میں لکھتے ہیں :

''بیاج لینے والا جو برہمن ہے اُس کو شودر کی طرح جاننا چاہیے۔'' ۲

علاوہ اَزیں پچھلے دانشوروں اور رہنمایانِ قوم سے بھی سود کے بارے میں سخت تنقیدیں مروی ہیں

☆ ''اَفلاطون'' کہتا ہے :

''کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو سودی قرض دے۔'' ۳

☆ ''اَرسطو'' اپنے خیالات کا اِظہار اِن الفاظ میں کرتا ہے :

''سود غیر فطری کمائی ہے کیونکہ نقد سے نقد نہیں پیدا ہوتا۔'' ۴

☆ مشہور اِشترا کی رہنما ''کارل مارکس'' کہتا ہے :

''سود خوار ایک بڑا بھاری دیو اور شیطان ہے وہ ایک بھیڑیا صفت اِنسان ہے جو ہر بستی کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے، جب ہم چوروں، ڈاکوؤں اور نقب زنوں کی گردن مارتے ہیں تو پھر ایسے ہی تمام سود خوار بھی قابلِ گردن زدنی ہیں۔'' ۵

---

۱ اِنجیل لوقا آیت:۶ ۲ منوجی سمرتی منتر ۱۰۲ ۳ الاقتصاد الاسلامی ۱/۲۸۳ ۴ نداء الاسلام محمود صواف ص ۱۰۲ ۵ دی کیپیٹل کارل مارکس ۲/۶۵۲، نقل اَز اِسلام کے معاشی نظریے محمد یوسف الدین ۲/۴۱۴

☆ مشہور اَنگریز مفکر ''لارڈ لینز'' لکھتا ہے :

''دُنیا کی تمام تکلیفیں یہاں تک کہ بے روزگاری بھی صرف سودخوری کا نتیجہ ہے۔''

(اِسلام کے معاشی نظریے ۲/۴۲۱)

اِن حوالوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سود کی حرمت کوئی نیا نظریہ نہیں ہے جسے اِسلام نے رائج کیا ہو بلکہ یہ چیز ہی ایسی غیر فطری اور عقل اِنسانی سے بعید ہے کہ کوئی بھی عاقل شخص اِس کے جواز کا قائل نہیں ہوسکتا، حتی کہ مؤرخین لکھتے ہیں کہ عرب کے اَیامِ جاہلیت میں بھی جبکہ کوئی دین وشریعت اُن کے پاس نہ تھی وہ لوگ سود کی آمدنی کو اچھا نہ سمجھتے تھے، اِسی لیے بیت اللہ شریف کی تعمیر جدید کے لیے جو چندہ اکٹھا کیا گیا وہ اِس طرح کی آمدنیوں سے خالی تھا اور اِسی شرط کی وجہ سے چندہ میں کمی رہ گئی تھی اور حطیم کا حصہ بیت اللہ کی عمارت سے خارج کرنا پڑا تھا۔

سود کے چند مفاسد :

سود کے نقصانات اور اُس کے ناجائز ہونے کے اَسباب اِس قدر زیادہ ہیں کہ اُن کا احاطہ کرنا ایک مستقل کتاب کا متقاضی ہے، یہاں چند ایسے مفاسد ذکر کیے جاتے ہیں جو عقل وتجربہ کی روشنی میں سود کی حرمت کے لیے کافی ہیں :

(۱) جو فائدہ بذریعہ سود ایک شخص کو ملتا ہے اُس سے قوم کے کسی دُوسرے فرد کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، برخلاف تجارت وغیرہ کے، کہ اُس کی آمدنی اِس بناء پر جائز ومفید ہوتی ہے کہ وہ ایک مصنوع یا مستعمل چیز کی کے عوض حاصل کی جاتی ہے جس سے مشتری اور قوم کے دُوسرے اَفراد نفع اُٹھاتے ہیں جبکہ سود کی آمدنی خالی عن العوض ہوتی ہے۔

(۲) جو سود سرمایہ دار کو ملتا ہے وہ ضرورت مند قرض لینے والے کے سود سے دیا جاتا ہے جو سراسر ظلم اور نااِنصافی ہے (آج کل کے بنکوں کا طریقہ یہی ہے)۔

(۳) سود سے جو مال بڑھتا ہے اُس سے قوم کے سرمایہ میں کوئی اِضافہ نہیں ہوتا، کیونکہ اَصل

سرمایہ جوں کا توں رہتا ہے بس ایک جگہ سے دُوسری جگہ منتقل ہوجاتا ہے برخلاف تجارت وصنعت کے کہ اِس میں شئی مبیع اور مصنوع کی زیادتی ہوتی ہے۔

(۴) سود کی کثرت معاشرہ کو کام چور بنا دیتی ہے جس سے تعطل اور نت نئی برائیوں کا شیوع ہوتا ہے۔

(۵) سود سے اَمیر اَمیر تر اور غریب غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے، جس سے معاشرہ کا توازن برقرار نہ رہ کر طبقاتی کش مکش شروع ہوجاتی ہے۔

(۶) سود کے رواج سے آپسی بھائی چارگی اور اِمداد وتعاون کے راستے مسدود ہوجاتے ہیں۔

(۷) سود سے کینہ، حسد، بغض وعداوت اور قتل وقتال جیسے اَمراض جڑ پکڑ لیتے ہیں۔

جوا اور سٹہ :

شریعت میں آمدنی کے جن ذرائع کی سختی سے ممانعت آئی ہے اُن میں جوا اور سٹہ بھی شامل ہے قرآنِ کریم نے سورۂ مائدہ میں جوئے اور شراب کو ایک ساتھ ذکر کر کے اِنہیں گندگی اور غلاظت قرار دیا ہے اِرشادِ خداوندی ہے :

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (سُورۃ المائدہ : ۹۰)

''اے اِیمان والو ! یہ شراب، بت اور پانسے سب شیطان کے گندے کام ہیں، سو اِن سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔''

اور جنابِ رسول اللہ ﷺ نے چوسر (جو سٹہ میں کھیلا جاتا ہے) کے بارے میں فرمایا :

مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ شِیْرَ فَکَاَنَّمَا صَبَغَ یَدَهٗ فِیْ لَحْمِ خِنْزِیْرٍ وَدَمِهٖ. (مسلم شریف ۲/۲۴۰)

''جس نے چوسر کھیلا گویا کہ اُس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور اُس کے خون میں سان لیا۔''

دیکھئے سٹّہ کھیلنے کو آنحضرت ﷺ نے کس قدر گھناؤنے عمل سے مشابہ قرار دیا ہے جس کا کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا۔

سٹّہ بازی کے دینی و دُنیوی مفاسد بالکل ظاہر اور روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ علامہ آلوسیؒ رُوح المعانی میں لکھتے ہیں :

وَمِنْ مَفَاسِدِ الْمَيْسِرِ اَنَّ فِيْهِ اَكْلَ الْاَمْوَالِ بِالْبَاطِلِ وَاَنَّه يَدْعُوْ كَثِيْرًا مِنَ الْمُقَامِرِيْنَ اِلَى السَّرِقَةِ وَتَلْفِ النَّفْسِ وِاِضَاعَةِ الْعِيَالِ وَارْتِكَابِ الْاُمُوْرِ الْقَبِيْحَةِ وَالرَّذَائِلِ الشَّنِيْعَةِ وَالْعَدَاوَةِ الْكَامِنَةِ وَالظَّاهِرَةِ ، وَهٰذَا اَمْرٌ مُشَاهَدٌ لَا يُنْكِرُه اِلَّا مَنْ اَعْمَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَصَمَّهٗ. (رُوح المعانی ۲/۱۱۵)

''اور جوئے کے مفاسد میں سے یہ ہیں (۱) لوگوں کا مال ناجائز طریقہ پر کھانا (۲) اکثر جواریوں کا چوری کرنا (۳) قتل کرنا (۴) بچوں اور گھر والوں کا خیال نہ کرنا (۵) گندے اور بدترین جرائم کا اِرتکاب کرنا (۶) ظاہری اور پوشیدہ دُشمنی کرنا۔ اور یہ بالکل تجربہ کی باتیں ہیں اِن کا کوئی شخص اِنکار نہیں کرسکتا اِلا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو سننے اور دیکھنے کی صلاحیت سے محروم کردیا ہو۔''

تجربہ سے یہ بات واضح ہے کہ جس معاشرہ میں سٹّہ بازوں کی کثرت ہوتی ہے وہ معاشرہ جرائم اور اَعمالِ بد کی آماجگاہ بن جاتا ہے اِس لیے کہ مفت میں حرام خوری کی جب عادت پڑ جاتی ہے تو محنت مزدوری کر کے کمانا بہت مشکل ہوتا ہے، لاکھوں خاندان اِس نحوست میں گرفتار ہو کر تباہی اور بربادی کے غار میں جا چکے ہیں اور دونوں جہاں کی رُسوائی مول لے چکے ہیں۔

لاٹری وغیرہ :

اِس دور میں جوئے اور سٹّے کی بہت سی شکلیں رائج ہیں اور وہ سب حرام ہیں، اُن میں ایک ''لاٹری'' کی لعنت بھی ہے جس کے ذریعہ بڑے خوبصورت اَنداز میں پوری قوم کا خون چوسا جا رہا ہے، ذرا غور فرمائیں ! لاٹری کی ایک کمپنی یومیہ مثلاً تین لاکھ کے ٹکٹ فروخت کرتی ہے اور اُن میں سے

ایک لاکھ روپے اِنعام میں دے دیتی ہے تو یہ دو لاکھ روپے جو لاٹری کی کمپنی کو ملے، یہ کس کا سرمایہ ہے ؟ بے چارے غریب رِکشا پولروں اور مزدُوروں کا جن کے خون پسینے کی کمائی سرمایہ داروں اور حکومت کے خزانوں میں سمٹ کر چلی جاتی ہے اور محض ایک موہوم نفع کے لالچ میں یہ سادہ لوح عوام اپنی محنت کی کمائی خوشی خوشی خون چوسنے والوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہمارے سامنے ایسی کئی مثالیں ہیں کہ لاٹری کے نرغے میں آ کر کتنے لوگوں نے اپنے گھر کے برتن، بیوی کے زیورات حتی کہ کپڑے اور مکانات تک بیچ دیے یا گروی رکھوا دیے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے کنگال ہو گئے۔

اِسی طرح آج محلّہ محلّہ اسکیموں کے نام پر سرمایہ کاری کی جا رہی ہے، اِن میں بھی جوئے کی صورتیں پائی جاتی ہیں مثلاً جس کا نام پہلی قسط اَدا کرتے ہی نکل آئے وہ بہت کم قیمت میں کسی مشینری وغیرہ یا ایک بڑی رقم کا مالک بن جاتا ہے اور بقیہ لوگوں کو اپنی جمع کردہ پوری رقم نہیں مِل پاتی وغیرہ، نیز معمہ بازی، پتنگ بازی، کبوتر بازی، شطرنج، کیرم بورڈ، جن میں ہار جیت پر فریقین کی طرف سے لین دین کی شرط ہوتی ہے، یہ سب شکلیں حرام ہیں حتی کہ علماء نے لکھا ہے کہ بچے جو گولیاں اور گٹکے کھیلتے ہیں اور اِس پر دُوسرے سے تاوان لیتے ہیں، یہ سب جوا اور سٹّہ ہے جو اِسلام میں حرام ہے۔ (جاری ہے)

﴿ بیس لاکھ نیکیاں ﴾

حضرتِ ابو اَوفٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ کلمات کہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے بیس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔

(عمل الیوم واللیلة لابن السنی ص ۱۱۱)

مذکورہ کلمہ ایک بار کہنے پر بیس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں۔ اِس لحاظ سے اگر ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمہ ایک بار پڑھ لیا کریں تو بہ آسانی روزانہ ایک کروڑ نیکیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

اَحادیثِ مبارکہ میں شوال المکرّم کے چھ نفلی روزوں کی بڑی فضیلت ذکر کی گئی ہے چنانچہ میز بانِ رسول ﷺ حضرت اَبو اَیوب اَنصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا :

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ.[1]

''جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے تو اُس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔''

ف : علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ اگر اُنتیس ہی دن کا ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تیس روزوں کا ثواب دیتے ہیں اور شوال کے چھ نفلی روزے شامل کرنے کے بعد روزوں کی تعداد چھتیس ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے کریمانہ قانون ﴿ اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا ﴾ (ایک نیکی کا ثواب دس گنا) کے مطابق ۳۶ کا دس گنا ۳۶۰ ہو جاتا ہے اور پورے سال کے دن ۳۶۰ سے کم ہی ہوتے ہیں سو جس نے پورے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال میں چھ نفلی روزے رکھے وہ اِس حساب سے ۳۶۰ روزوں کے ثواب کا مستحق ہوگا، اور اَجر و ثواب کے لحاظ سے یہ ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی بندہ سال کے ۳۶۰ دن برابر روزے رکھے۔

بہتر ہے کہ یہ روزے شوال کے شروع میں رکھ لیے جائیں کیونکہ رمضان میں روزے رکھنے سے روزوں کی عادت سی ہو جاتی ہے اِس لیے بعد کے چھ روزے رکھنا مشکل نہیں ہوتا، دُوسرے اِن روزوں کو مؤخر کرنے کی صورت میں بسا اَوقات روزے رکھنے کا اِتفاق نہیں ہوتا اور اِس طرح یہ رہ جاتے ہیں۔

---

[1] مسلم شریف کتاب الصوم رقم الحدیث ۱۱۶۴ ، مشکوۃ کتاب الصوم رقم الحدیث : ۲۰۴۷

بعض لوگ عید کے دُوسرے دن ہی سے اِن روزوں کے رکھنے کو ضروری خیال کرتے ہیں یہ غلط ہے فقہائے کرام کا کہنا ہے کہ شوال میں جب بھی یہ روزے رکھ لیے جائیں جائز ہے اور اِن کا اَجر وثواب ملتا ہے۔

یاد رہے کہ جس کے رمضان کے کچھ روزے رہ گئے ہوں پہلے وہ اُن کو رکھے بعد میں شوال کے روزے رکھے، اگر کوئی شوال کے روزوں میں قضاءِ رمضان کی نیت کرے گا تو اُسے مذکورہ ثواب حاصل نہیں ہوگا کیونکہ جب کوئی شوال کے روزوں میں قضاءِ رمضان کی نیت کرے گا تو وہ تو رمضان کے روزے پورے کرے گا، اگر مزید روزے رکھتا ہے تو رمضان اور شوال کے روزے مِل کر مذکورہ ثواب کے حصول کا ذریعہ بنیں گے ورنہ نہیں مثلاً کسی کے رمضان کے چھ روزے قضا ہوگئے اَب وہ شوال میں چھ روزے قضاءِ رمضان کے رکھتا ہے تو اِس طرح اُس کے رمضان کے تیس روزے پورے ہوئے اب اگر چھ روزے مزید رکھے گا تو چھتیس بنیں گے اور تین سو ساٹھ روزوں کا ثواب ہوگا ورنہ نہیں۔

شبِ قدر کی دُعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ شبِ قدر کون سی ہے تو (اُس رات) میں کیا دُعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (دُعا میں) یوں کہنا :

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ ! تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند فرماتا ہے لہٰذا مجھے معاف فرمادے

ایک اللہ والا اپنے خطوط کے آئینے میں

﴿ جناب مولانا قاری تنویر اَحمد صاحب شریفی، کراچی ﴾

اُستاذِ محترم شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ (بانی جامعہ مدنیہ جدید وقدیم وخانقاہِ حامدیہ لاہور) کے مخلص ترین عقیدت مند حضرت حاجی مبین اَحمد صاحب ۲۴ر رجب المرجب ۱۴۳۶ھ/ ۱۴ر مئی ۲۰۱۵ء جمعرات کو ظہر سے پہلے لاہور میں وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .

حضرت حاجی صاحبؒ طویل عرصے سے علیل تھے دماغی فالج ہو گیا تھا لیکن محض اللہ کے فضل وکرم سے یادداشت حاضر تھی اَلبتہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ فرمادیتے کہ اِس وقت فلاں بات ذہن میں نہیں، یاد آجائے تو بتادُوں گا۔

حاجی صاحبؒ میں اللہ نے بہت سی خوبیاں رکھی تھیں جس میں اہم ترین خوبی یہ تھی کہ وہ اہل اللہ کے تربیت یافتہ تھے اُن سے جب بھی ملاقات ہوئی اُن کے پاس نشست کا موقع مِلا یا اُن کے خطوط کو پڑھا اُن میں ہمیشہ اہل اللہ کا ذکر اہل اللہ کی یاد ہی پائی، ایسا شخص جس کی مجلس میں بیٹھ کر جس کے خطوط پڑھ کر ''اَنمول ہیرے'' میسر آجائیں اُس پر اللہ والوں نے کتنی توجہ کی ہوگی کہ وہ خود اللہ والا بن گیا ! !

حضرت حاجی صاحبؒ ، حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے ہم عمر تھے اُن کی پیدائش گزشتہ (بیسویں) صدی کے تیسرے عشرے میں بائیس خواجوں کی چوکھٹ دہلی میں ۱۹۲۴ء کو ہوئی، دہلی ہی میں تعلیم پائی اُس زمانے میں اسکول وکالج کی تعلیم معیاری ہوتی تھی اور کیوں نہ ہو، اَساتذہ خوب محنت کراتے تھے اُس محنت کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم اپنے دور کے گریجویٹ کو سامنے بٹھالیں اور اُس دور کے صرف میٹرک پاس کو سامنے بٹھالیں پھر موازنہ کریں تو اُس محنت ومشقت کے دور کا میٹرک کیا ہوا آدمی اَخلاق میں علم میں عمل میں آج کے گریجویٹ کے سامنے صحیح معنی میں اِنسان نظر آتا ہے، حاجی صاحبؒ نے بھی اُسی دور میں تعلیم حاصل کی، تنگی وعسرت کا دور تھا حلال روزی کے لیے دہلی سے

نکلنا پڑا شملہ پہنچ گئے حضرت مولانا رشید میاں صاحب مدظلہم (مہتمم جامعہ مدنیہ قدیم) روایت کرتے ہیں کہ حاجی صاحبؒ بلا جھجک فرمایا کرتے تھے کہ میں نے شملہ میں تیس روپے میں ملازمت کی ہے، جس زمانے میں آپ شملہ میں ملازم تھے یہ ۱۹۴۰ء کے بعد کا عرصہ ہے آپ اپنے ایک مکتوب میں جو میرے جد اَمجد حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں :

''شاعرِ پاکستان حنیف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا شاہنامہ اِسلام ۱۹۴۵ء میں شملہ میں پڑھا کرتا تھا اُن کے اَشعار دِل پذیر ہوتے تھے۔'' (۴؍مئی ۲۰۰۳ء)

اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو کتابیں پڑھنے کا شوق جوانی ہی میں اللہ کی طرف سے عطا ہوا تھا اور جوانی میں مطالعہ کا شوق تب ہی ہوگا جب بچپن میں ایسا ماحول مِلا ہو اور یہ ماحول کیوں نہ ملتا آپ کے والدِ گرامی ایک دیندار شخص تھے پھر دہلی بھی اہلِ علم کا مرکز تھا بڑے بڑے نامور وہاں گزرے ہیں۔ ''اللہ کی طرف سے عطا'' میں نے اِس لیے لکھا کہ مطالعے کے ذوق کو علم و فضل سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ اَلگ ہی ایک فضیلت ہے۔ دہلی والا اگر دیندار اور تابعدار ہوگا تو بہت اعلیٰ درجے کا ہوگا، اور اگر دہلی والا بدمعاش ہوگا تو وہ بھی اپنے فن میں کمال رکھتا ہے، اللہ رب العزت کی طرف سے حاجی صاحب مرحوم پر خصوصی اِنعام یہ ہوا کہ آپ کا شمار دینداروں بلکہ دیندار بنانے والوں میں ہوا۔

سلوک و تصوف میں آپ کا تعلق مولانا ماسٹر طفیل اَحمد صاحبؒ علیگ سے تھا جنہوں نے ''دارُ التصنیف'' اور مدرسہ تعلیم الاسلام (تبلیغ کالج) کراچی میں قائم کیا تھا جو اَب بھی ہے۔

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ سے بھی آپ کا تعلق مریدوں جیسا تھا، آپ حضرت جیؒ کی مجلسِ ذکر اور درسِ حدیث کے حاضر باش تھے اگرچہ آپ حضرت جیؒ کے ہم عمر تھے لیکن تعلق عقیدت کا تھا حضرت جیؒ بھی آپ سے بہت محبت فرماتے تھے حاجی صاحبؒ کی عقیدت اَگلی سطور میں آپ محسوس فرمائیں گے۔ حضرت حاجی صاحبؒ اپنے آپ کو ''خادم جامعہ مدنیہ'' لکھتے تھے اور حقیقت بھی یہی تھی، وقت کے جید علماء و مشائخ اور بزرگوں سے تعلق رکھتے تھے، اَیبک روڈ لاہور میں (قطب الدین ایبکؒ کے مزار کے سامنے) اُن کی دُکان سلیم اینڈ کمپنی مرکز اہلِ ذوق و تقوی تھی، میں جب بھی اپنے

جداَمجد کے ساتھ لاہور گیا جتنے دِن لاہور میں ہوتے حضرت قاری صاحبؒ روزانہ گیارہ بجے اُن کے پاس لے جاتے اور ظہر تک یہ نشست رہتی۔

''مرکز اہلِ ذوق وتقوی'' میں جید اہلِ علم ومشائخ تشریف لاتے تھے اور حاجی صاحبؒ اپنے ذوق کے مطابق اِکرام بھی فرماتے تھے، پروفیسر یوسف سلیم صاحب چشتیؒ حضرت اَلحاج محمود اَحمد صاحب عارفؒ (خلیفہ مجاز حضرت جیؒ) آپ کے اِس مرکز کی رونق تھے۔

ذیل میں حاجی صاحبؒ کے وہ خطوط جو میرے جداَمجد حضرت قاری صاحبؒ کے نام ہیں اُن میں سے بعض موتی نقل کرتا ہوں۔ حضرت حاجی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں :

''حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ، نے ایک مضمون میں یہ لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، کے ساتھ حسنِ ظن اور خوش گمانی کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی سے قوی تعلق اور سچی محبت ہے۔ محبت کا تعلق جتنا قوی ہوگا اُسی درجے کا حسنِ ظن نصیب ہوگا اور چونکہ محبت کے درجات غیر متناہی ہیں اِس لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن کے درجات بھی بے شمار ہیں۔'' (۴راگست ۱۹۸۵ء)

درج بالا تحریر حضرت قاری صاحبؒ کے اُس خط کے جواب میں ہے جس میں اُنہوں نے اپنے حج پر روانگی کی اِطلاع حاجی صاحب کو دی تھی اِس لیے حاجی صاحبؒ نے ایک شعر میں کچھ ترمیم کر کے حضرت قاری صاحبؒ سے یہ اِلتجا کی ہے ؎

تڑپ رہا ہے یہ مشتاقِ دید کہہ دینا   درِ نبی پر سلامِ مبیںؔ کہہ دینا

حضرت حاجی صاحبؒ کا یہ ذوق بھی تھا کہ اَشعار یاد کر لیتے تھے اور موقع ومناسبت کے لحاظ سے تحریر میں لاتے تھے اور ملاقاتوں میں بھی سنا دیا کرتے تھے۔

حضرت قاری صاحبؒ کی تالیفِ لطیف ''تذکرۃ الانبیاء'' جب شائع ہوئی تو لاہور کے ایک سفر میں رقم الحروف کی ذمہ داری لگی کہ اِس کا نسخہ حضرت مؤلفؒ کی طرف سے حاجی صاحبؒ کو پیش کروں لیکن حاجی صاحبؒ اُن دِنوں کراچی میں تھے اِس لیے ملاقات نہ ہوسکی وہ نسخہ میں حضرت مولانا

قاری سراج اَحمد صاحبؒ (بانی و ناظمِ اَوّل دارُ العلوم اِسلامیہ لاہور) کے نبیرۂ محترم حاجی لیاقت علی صاحب کو دے آیا جو اُنہوں نے حاجی صاحبؒ کی لاہور واپسی پر اُنہیں پیش کیا، دسمبر ۱۹۸۶ء کی بات ہے اُس کتاب کے متعلق حاجی صاحبؒ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

''بھائی لیاقت ''تذکرۃ الانبیاء'' کی دو جلدیں دے گئے ہیں، بہت بہت شکریہ ! تعلیم و تعلّم میں تصنیف و تالیف میں آپ (حضرت قاری شریف اَحمد صاحبؒ) کی نظر حق تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی طرف رہتی ہے خداوندِ قدوس آپ کو اپنی رضا اور خوشنودی سے نوازے، آمین۔ اِنشاء اللہ تا حیات قرآنِ پاک کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہے گا[1] بعد اَزاں آپ کی جاں فشانی کے ساتھ لکھی ہوئی کتابوں کا فیض جاری و ساری رہے گا۔ آپ کی کتابیں اَدب و تواضع اور رُوحانیت سے بھر ہوئی ہیں۔ خداوندِ کریم آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

تذکرۃ الانبیاء میں آپ نے اَساتذہ کرام کے نام اور شرفِ تلمیذ لکھی ہے، میرے خیال میں مقبولِ بارگاہ حضرات کے نام لکھ کر آپ نے آنے والے زمانے کے لیے ایک معتبر مآخذ بنا دیا ہے۔ اِس کتاب میں آپ نے سرتاج الاولیاء حضرت مدنیؒ کا نام بھی لکھا ہے اُس کے ساتھ یادگارِ اَسلاف حضرت مولانا حامد میاں کا نام بھی لکھا ہے، اِنشاء اللہ برکت ہی برکت ہے۔ حق تعالیٰ آپ کے بچوں کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

میرے ساقی تجھے میخانۂ عرفاں کی قسم میکدہ اپنی توجہ کا کھلا رہنے دے

(۳ر جنوری ۱۹۸۷ء)

---

[1] الحمد للہ ایسا ہی ہوا، وفات سے دو دِن پہلے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ دو دِن شدید بیماری کی وجہ سے یہ سلسلہ رو کا گیا اور بالآخر ۲۱ر ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ/ ۲۷ر مارچ ۲۰۱۱ء کو حضرت قاری صاحبؒ کی وفات ہوگئی۔ تفصیلی حالات راقم الحروف کی تالیف ''تذکرۃ الشریف'' میں ملاحظہ ہوں۔ تنویر اَحمد شریفی

ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں :

''ہمارے اعمال کا گوشوارہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے، ہر وقت ڈر لگتا ہے ایک حدیث پاک پڑھی ہے اُس میں لکھا ہوا ہے کہ جن لوگوں کو یہ خیال ہے کہ ہماری بداَعمالیوں کی وجہ سے حق تعالیٰ ہماری دُعائیں قبول نہیں فرمائیں گے اُن کو چاہیے کہ دُوسرے حضرات سے دُعا کی درخواست کریں، جب سے یہ مضمون پڑھا ہے اِخلاص کے ساتھ حضراتِ مقربین اور کاملین سے دُعائے خیر کی درخواست کرنے کا زیادہ شوق ہوگیا ہے۔'' (۲رفروری ۱۹۸۷ء)

تنظیم القراء والحفاظ ٹرسٹ کے سالانہ جلسے کا دعوت نامہ حضرت قاری صاحبؒ نے حاجی صاحبؒ کو بھی روانہ کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا :

''دعوت نامے کا بہت بہت شکریہ ! للّٰہیت کی برکت ہے کہ آپ کی محبت میں کمی محسوس نہیں ہوتی، چاہے خط کے ذریعے اُس کا اِظہار ہو یا نہ ہو، بہر حال محبت ایسی چیز ہے کہ محبین کے دل آپ جیسے محسن کی یاد میں اور محبت میں تڑپتے ہیں، ایک صاحب نے دِل کی تعریف میں ایک شعر لکھ کر اِسی حقیقت کا اِظہار کیا ہے :

اہلِ دِل کہتے ہیں وہ دِل ہی نہیں ... جو تڑپتا نہ ہو کسی کے لیے !

(۲۲ر دسمبر ۱۹۸۷ء)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے وصال کے بعد اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں :

''محترم ! ایک مضمون میری نظر سے گزرا تھا، کسی اللہ کے بندے نے اپنے شیخ کی تعریف میں یہ الفاظ لکھے تھے کہ

''علم وحکمت کا یہ نیر تاباں لحد میں ہمیشہ کے لیے رُوپوش ہو کر چاہنے والوں کے دِلوں میں فروزاں ہوگیا۔''

یہ دِل نشین الفاظ آج بھی میرے دِل و دماغ پر چھائے ہوئے ہیں، حضرت مولاناؒ یاد آرہے ہیں حق تعالیٰ اُن کو اپنے لقائے رضوان اور رفیع درجات سے نوازے۔''

(۲۳/ مارچ ۱۹۸۸ء)

حضرت حاجی صاحبؒ کو حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ سے بہت تعلق تھا، اِس تعلق کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے :

''سخن دان بزرگ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہٗ نے ایک خط میں مجھے یہ لکھ کر بھیجا تھا کہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اِظہارِ محبت میں حضرت علامہ سیّد سلیمان ندوی قدس سرہٗ کو یہ لکھا تھا کہ آپ نے پاکستان میں ہمارے پاس ایک ماہ قیام کیا اور واپس چلے گئے، آپ کے جانے کے بعد آپ کی صحبت کے لطف سے محروم ہو گیا ہوں اور خلاء سا محسوس کرتا ہوں۔

جواب میں حضرت سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا : ع

حسن روئے لیلیٰ میں نہیں دیدۂ مجنوں میں ہے

جنابِ من ! یہ تو میرے خط کی تمہید تھی، حضرت مولاناؒ کے وصال کے بعد جن بزرگوں کے اَحباب نے اور بچوں نے حضرت مولاناؒ کو خواب میں دیکھا اُن کے خواب سن کر رشک آتا تھا، میرے دِل میں بڑی حسرت تھی کہ وہ مجھے خواب میں بھی نظر نہیں آئے ؟ میرے دِل میں یہ خیال بھی کئی بار گزرا کہ تیرا حال ایسا اَبتر ہے ؟ لیکن اِس خیال سے تسکین ہوتی تھی کہ وہ تجھے چاہتے تو تھے۔

اَلغرض ! حسرتِ دید میں دِن گزر رہے تھے کہ ایک دِن بڑا اچھا خواب دیکھا تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

''حج کے موقع پر جیسے مِنٰی کے میدان میں اِجتماع ہوتا ہے، کچھ ایسا جیسے رائیونڈ میں سالانہ اِجتماع ہوتا ہے ایسا منظر دیکھا کہ خاص و عام کا ہجوم ہے دُور دُور تک اَنوار

وبرکات برستی نظر آرہی ہیں، وہاں حضرت مولاناؒ کو ننگے سر سفید کپڑوں میں پُرسکون حالت میں پھرتے ہوئے دیکھا اور میں نے خود کو اُن کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا اور ہر طرف یہ دیکھا کہ سب حضرات اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں لیکن اللہ کی یاد سے کوئی بھی غافل نہیں ہے اور یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اللہ کی رحمت نے سب کو محیط کیا ہوا ہے، ایک صاحب کچھ پریشان نظر آرہے تھے آواز آئی فلاں جگہ روزے اِفطار کرائے جارہے ہیں، وہاں چلے جائیں۔''

حضرت مولاناؒ کا ایک خط ۲۴؍شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ/۲۴؍اپریل ۱۹۸۷ء کا میری ٹیبل پر رکھا ہوا ہے اُس خط میں شعر لکھ کر حضرتؒ نے دستخط کر دیے ہیں ؎

عجب ''سرائے'' ہے فانی کہ جس میں شام و سحر
کسی کا ''کوچ'' کسی کا ''مقام'' ہوتا ہے

(۲۶؍مئی ۱۹۸۸ء)

حضرت قاری صاحبؒ کی تعلیمِ قرآن کی خدمت کے متعلق اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں :

''الحمدللہ ! قرآنِ پاک کی تعلیم آپ کا شغل مبارک ہے اور تعلیم و تعلّم سے آپ کو شغف ہے، قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ تعلیم و تعلّم ہی اِس اُمت کا سب سے اُونچا مقام ہے، آپ کا مرتبہ اور آپ کا مقام حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس سرہٗ کو معلوم تھا، حضرت مولاناؒ آپ کے مرتبے اور مقام کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کاش ! ہمیں بھی وہ بصیرت نصیب ہوتی ! ''

(دسمبر ۱۹۸۸ء)

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے خلیفہ و مجاز حضرت حاجی محمود اَحمد صاحب عارفؔ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر حاجی مبین صاحب مرحوم نے یہ خط تحریر فرمایا جس میں حضرت جیؒ کی وفات پر حضرت حاجی محمود اَحمد صاحب عارفؒ کا شعر بھی نقل کیا، خط یہ ہے :

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں

بھائی محمود اَحمد عارف کل رات دارِ فانی سے رُخصت ہو گئے

معزز و مکرم قاری شریف اَحمد صاحب زید مجدکم و مدظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہٗ

آج صبح جامعہ مدنیہ سے مولوی شیر محمد نے یہ اِطلاع دی کہ بھائی محمود اَحمد صاحب کی وفات ہوگئی ہے، اِس خبر سے دِل کو صدمہ ہوا اور آنکھیں اَشکبار ہو گئیں، آج اُن کی للّٰہیت اور اُن کی محبت یاد آرہی ہے، دو ہفتے گزرے ہیں مرحوم و مغفور میرے پاس ملنے کے لیے آئے تھے، اللہ کریم کا کرم ہے حضرت مولاناؒ کے مخلص و محبوب دوستوں کی محبت کا شرف مجھے حاصل رہا ہے، یہ کیا ہے ؟ اللہ کا فضل ہے، میں اُن کی دُعاؤں سے مستفیض ہو رہا ہوں، بھائی محمودؒ کی دِل نشین باتیں یاد رہیں گی۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر اُنہوں نے مجھ سے کہا تھا ! ؎

اُٹھا جب میر میخانہ ، تو میخانے پہ کیا گزری
صراحی کا ہوا کیا حال ، پیمانے پہ کیا گزری
نہ رنگِ اَنجمن سمجھا ، نہ اہلِ اَنجمن سمجھے
ہوئی کافور جب شمع ، تو پروانے پہ کیا گزری

(۲۸ر جنوری ۱۹۸۹ء)

حضرت حاجی صاحبؒ کا ذوق مطالعہ ملاحظہ ہو، تحریر فرماتے ہیں :

''رمضان شریف میں ایک مضمون میری نظر سے گزرا ہے، مضمون مختصراً یہ تھا :

حق تعالیٰ نے اپنے محبوب ترین بندوں کی یہ علامت بتائی ہے کہ وہ سحر کے وقت گِڑگِڑاتے ہیں اور اِستغفار کرتے ہیں۔ اَلحمدللہ ! آپ (حضرت قاری صاحبؒ) اِس حال پر قائم ہیں مولانا حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ حال جب

قائم رہنے لگے تو وہ مقام بن جاتا ہے، اِس مقام کی برکت ہے ہم آپ سے دُعا کی درخواست کیا کرتے ہیں۔'' (۲۰/اپریل ۱۹۸۹ء)

راقم الحروف جب درسِ نظامی پڑھ رہا تھا تو ۱۹۹۱ء میں سالانہ اِمتحان کے موقع پر حضرت قاری صاحبؒ نے حاجی صاحبؒ کو خط لکھا ہوگا کہ تنویر کے اِمتحان ہو رہے ہیں اور دُعاؤں کا بھی یقیناً لکھا ہوگا اُس کے جواب میں حضرت حاجی صاحبؒ نے تحریر فرمایا :

''برخوردار فرماں بردار تنویر اَحمد سلمہٗ کا سالانہ اِمتحان ہو رہا ہے اللہ رب العزت اُن کو شاندار کامیابی نصیب فرمائے، خوشی کا مقام ہے آپ کی کوششیں بارآور ہو رہی ہیں۔ ریڈیو پاکستان سے ایک بزرگ یہ فرما رہے تھے کہ علم اور معلم کی قدردانی اِسلامی روایات میں چلی آرہی ہے، اِس کے بعد اُنہوں نے کہا کہ اِمام اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے نے جب اَلحمد شریف (سورۂ فاتحہ) ختم کی تو حضرتؒ نے سکہ رائج الوقت ایک ہزار اُستادِ محترم کو پیش کیے اور یہ کہا کہ اِس سے زیادہ اِس وقت میرے پاس ہوتے تو آپ کو بلا تأمل دیتا۔ یہ سن کر اُستادِ معظم نے کہا کہ حضرت ! میں نے کوئی بڑا کارنامہ تو اَنجام نہیں دیا، اِتنی بڑی رقم مجھے دے رہے ہیں ؟ اِمام اَعظمؒ نے فرمایا کہ جو دولت میں نے دی ہے وہ تو ختم ہو جانے والی ہے اور جو دولت آپ نے دی ہے وہ تو بڑھتی ہی رہے گی۔'' (۲۱/فروری ۱۹۹۱ء)

حاجی صاحبؒ اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں :

''قاری صاحب ! رمضان المبارک میں آپ کو خط لکھنے کی تمنا تھی اور اُس خط میں ایک شعر بھی لکھنا تھا جو کہ سرتاجِ اَولیاء حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا پسندیدہ تھا اور یہ شعر ہمارے محسن حضرت مولانا سیّد حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ کو بھی پسند تھا ؎

گل پھینکے ہیں اَوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے بحر کرم بہر کرم کچھ تو اِدھر بھی

(۳۰/اپریل ۱۹۹۱ء)

اپنے خط میں حضرت قاری صاحبؒ کی یادآوری پر تحریر فرماتے ہیں :

''آپ ہمیں یاد رکھتے ہیں، جزاک اللہ ! یہ آپ کے حسنِ اَخلاق کا کرشمہ ہے کہ ہم بھی آپ کی بزمِ تصور میں رہتے ہیں، ہمارے ایک دوست دُعاؤں کی درخواست کے ساتھ یہ بھی کہا کرتے ہیں ؎

یاد رکھو تو دِل کے قریب ہیں ہم
بھول جاؤ تو فاصلے ہیں بہت

اِسی خط میں مزید تحریر فرماتے ہیں :

''ایک بزرگ فرما رہے تھے کہ ہر آدمی کا عمل اُس کے اِیمان کے مطابق ہوتا ہے اور ہر آدمی کے اَعمال اُس کی قلبی کیفیات کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ ماشاء اللہ ! آپ کے اِیمان اور اَعمال سے آپ کی مسجد میں اور آپ کے مدرسے میں نور ہی نور نظر آتا ہے۔'' ؎

اے ساقی تیری خیر تیرے میکدے کی خیر
ایسی پلا دے جس کا نشہ عمر بھر رہے

(۱۲/مارچ ۱۹۹۲ء)

قرآنی خدمت پر تحریر فرماتے ہیں :

''محبّ کل محبوبِ کل جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں : وہ سب سے اچھا ہے جو قرآنِ کریم سیکھے اور سکھائے۔''

قاری صاحب ! حضور کا فرمان آپ کے واسطے بشارتِ عظیم ہے، اِس نسبت سے

آپ کی محبت ہمارے واسطے ایک عظیم نعمت ہے، ہمارے مخدوم (مولانا) سیّد حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے :

''علمائے دیوبند کو اللہ کریم سے، رسولِ کریم سے اور قرآنِ کریم سے خاص تعلق رہا ہے اور یہی اُن کی عنداللہ مقبولیت کی نشانی ہے۔ شکر کا مقام ہے آپ اپنے اَکابر کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔''

(۲۰ر مارچ ۱۹۹۳ء)

ایک خط میں حضرت قاری صاحبؒ کو حج کی مبارک دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

''حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ [1] یاد آرہے ہیں وہ کہتے تھے : میرا دِل چاہتا ہے ہمارا کوئی نہ کوئی آدمی ہر سال حج پر جاتا رہے اور دُعاؤں کی قبولیت کے اَوقات اور مقامات پر دُعائیں کرتا رہے۔''

اَلحمد للہ ! یہ شرف آپ کو اور آپ کے بچوں کو مِلا ہے۔

(۱۶ر اپریل ۱۹۹۴ء)

راقم الحروف نے اپنے جد اَمجد حضرت مولانا قاری شریف اَحمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے حالات پر ''تذکرۃ الشریف'' اُن کی زندگی ہی میں لکھی تھی اُس کا پہلا اَیڈیشن ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا تھا میں نے حاجی صاحب مرحوم سے خواہش کی تھی کہ آپ بھی اِس کے لیے کچھ تحریر فرمادیں، حضرت حاجی صاحبؒ کی وہ تحریر بعینہٖ ذیل میں درج ہے :

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ، الحمد للّٰہ الذی بعزتہٖ وجلالہ تتم الصالحات !

تمام تعریفوں کی مستحق وہ ذات ہے کہ اُس کی عزت و بزرگی کے سبب نیکیوں کی تکمیل کی توفیق ملتی ہے۔ حامدًا و مصلیًا !

رحمتِ عالم حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں :

---

[1] حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ

''سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔''

ماشاء اللہ ! قاری صاحب نے جامعہ تعلیم القرآن کے لیے اپنی زندگی وقف کر کے ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔ قاری صاحب کہتے ہیں :

''ہمیں تو جو کچھ مِلا عظمتِ قرآن اور برکتِ قرآن کی بدولت مِلا۔''

بزرگ حضرات کہتے ہیں :

''ہر آدمی کا عمل اُس کے اِیمان کے مطابق ہوتا ہے ہر آدمی کے اَعمال اُس کی قلبی کیفیات کی ترجمانی کررہے ہیں، ہر آدمی کے اَعمال ہی سے اُس کے مرتبے کا اور مقام کا تعین ہوتا ہے۔ قاری صاحب کا دِل ہمدردی، خیر خواہی اور محبت سے بھرا ہوا ہے، یہ بھی بڑا مقام ہے اور اِس مقام کی برکات نے اُن کو مرقع محبوبیت بنادیا ہے۔ پیروں کے پیر حضرت مولانا سیّد حامد میاں قدس سرہٗ ونور اللہ مرقدہٗ کے ساتھ مجھے ہم نشینی کا اور نیاز مندی کا شرف حاصل رہا ہے، غالبًا ۱۹۶۵ء کی بات ہے مجھے کراچی جانا تھا میں نے حضرت مولاناؒ سے عرض کی : کراچی جارہا ہوں، کوئی کام ہو تو بتایئے ؟ حضرت مولاناؒ نے فرمایا : جامع مسجد ریلوے اسٹیشن کراچی میں مولانا قاری شریف اَحمد رہتے ہیں اُن سے ضرور مِلنا، وہ قابلِ زیارت ہیں۔''

اَلحمد للہ ۱۹۹۵ء گزر رہا ہے، میں جب بھی کراچی جاتا ہوں عقیدت و محبت کے ساتھ اُن کی زیارت کرتا ہوں اُن کے وجود کے ساتھ بڑی برکات ہیں، اللہ اُن برکات کو قائم رکھے، اللہ اُن کے سایۂ برکت کو اور دُعائے نیم شبی کو قائم رکھے، آمین !

جو بھی تیرے فقیر ہوتے ہیں آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

(۲۷/ستمبر ۱۹۹۵ء)

اِس تحریر سے یہ معلوم ہوگیا کہ حضرت قاری صاحبؒ کے تعلقات ۱۹۶۵ء سے تھے، اللہ دونوں کے ساتھ اپنی رحمت و فضل والا معاملہ فرمائے، آمین ! اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

''ہمارے اَکابر کو اور اُن کے اَصاغر کو اللہ نے اَدب سے، تواضع سے، رُوحانیت سے خوب نوازا ہے۔ غالبًا پندرہ سال پہلے کی بات ہے میں کراچی میں مقیم تھا آپ حج کے لیے جانے والے تھے اور آپ مجھ سے کریم آباد دفتر میں ملنے آئے تھے آپ کی محبت اور آپ کی تواضع یاد آتی ہے۔'' (٢٨ ستمبر ١٩٩٥ء)

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کا ذوقِ مطالعہ ملاحظہ فرمائیے اپنے خط میں لکھتے ہیں :

''دہلی میں عالم باعمل فاضلِ اَجل حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ قدس سرہٗ ونور اللہ مرقدہٗ کے گھر سے تھوڑی دُور آگے حضرت مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کے دفتر کے قریب مسجد کالے خاں کے سامنے ہمارے ایک بزرگ مُلّا واحدی رحمۃ اللہ علیہ ''نظام المشائخ'' رسالہ نکالتے تھے، اُنہوں نے ایک مضمون میں یہ لکھا تھا کہ بہتر تو یہی ہے کہ اللہ والوں کی صحبت اِختیار کرے، یہ نہ ہو سکے تو اُن کی کتابوں کا مطالعہ کرے، اِنشاء اللہ اُن کی صحبت کا پورا فیض حاصل ہو جائے گا۔''

جب کبھی کتابیں دیکھتے ہیں آپ سامنے آجاتے ہیں .... اَلغرض آپ یاد آتے ہیں بہت یاد آتے ہیں۔

؎ تصور سے کسی کے میں نے کی ہے گفتگو برسوں
رہی ہے ایک تصویرِ خیالی ، رُو بہ رُو برسوں

(٢٩ جنوری ١٩٩٧ء)

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ پر فالج کا حملہ ہوا جس کا اَثر آخر تک رہا، اپنے خط میں اپنی بیماری کی اِطلاع اِس طرح دیتے ہیں :

''اللہ آپ کو خوش رکھے، اپنا کچھ حال لکھ کر آپ سے غائبانہ دُعا کی درخواست کر رہا ہوں۔ ٢٠ اگست ١٩٩٨ء کو میں عصر کی نماز کے لیے وضو کر رہا تھا کہ اَچانک گر پڑا، ڈاکٹروں کو دِکھایا تو معلوم ہوا کہ بائیں ٹانگ اور ہاتھ پر فالج کا اَثر ہوا ہے،

دو ہفتے تک پلنگ پر پڑا رہا، اُن دِنوں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا یاد آتی رہی اور میری آنکھوں سے آنسو بہتے رہے۔ اَلحمدللہ ! اَب حالت بہت اچھی ہے، کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور آہستہ آہستہ چھڑی لے کر چلتا پھرتا ہوں بزرگ حضرات کا پسندیدہ ایک شعر آج کل دُعاؤں میں پڑھتا ہوا رقت کی کیفیت میں ڈوب جاتا ہوں آنکھیں پُرنم ہو جاتی ہیں۔ ؎

مایم پُر گناہ تو دریائے رحمتی جائے کہ فضل تست چہ باشد گناہ ما

(۳رجنوری ۱۹۹۹ء)

☆

یہاں تک حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیبِ گرامی سے اَنمول ہیرے چنے گئے، حاجی صاحبؒ کا بزرگوں سے تعلق تھا اِسی لیے بزرگ بھی اُن سے محبت کا معاملہ فرماتے تھے۔ حاجی صاحبؒ کے والد محترمؒ کا اِنتقال ہوا تو سیّد الملّت حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تعزیتی مکتوب حاجی صاحبؒ کو تحریر فرمایا تھا وہ تبرکاً نقل کیا جا رہا ہے :

محترم حاجی صاحب دام لطفکم اَلسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عزیزم حامد میاں سلمہٗ کے خط سے محترم والد صاحب کی وفات کا علم ہوا صدمہ ہوا، توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو رحمت اور مغفرت سے نوازا ہوگا۔

اَفسوس ! ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ کا کلیہ ایسا ہے کہ اِس سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں، بندے کی سعادت یہ ہے کہ راضی برضاءِ مولیٰ رہے، اگرچہ بزرگوں کا سایہ سراسر برکت ہوتا ہے اُن کی زیارت برکت اُن کی خدمت برکت اُن کی نصیحت برکت بلکہ اُن کا غصہ بھی برکت ہوتا ہے، اِن سب برکتوں سے محرومی پر جس قدر اَفسوس کیا جائے کم ہے مگر تقدیر میں تبدیلی ممکن نہیں۔ اَب حصولِ برکت کی شکل یہ ہے کہ اُن کی نصیحتوں اور بھلائیوں پر عمل ہو اور اُن کی طرف سے جو سلسلے خیر کے

کاموں کے جاری تھے اُن کو باقی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اُس کا ثواب مرحوم کو پہنچائے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دُعا بتائی ہے ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ اِخلاص کے ساتھ اِس کو پڑھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور مرحوم کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔

جملہ اَعزہ کی خدمت میں اَحقر کی طرف سے تعزیت کر دیجئے۔

نیازمند محتاجِ دُعا

محمد میاں

اَز کتابستان، گلی قاسم جان، دہلی نمبر۶

(ماہنامہ اَنوارِ مدینہ شعبان ۱۳۹۲ھ/ستمبر ۱۹۷۲ء)

حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمہ اللہ کی تعزیت ایسا لگ رہا ہے کہ حاجی صاحب رحمہ اللہ کی وفات پر بھی کارآمد ہے۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب رحمہ اللہ کی بال بال مغفرت فرمائے اور آخرت کی راحتیں میسر فرمائے اور اُن کے متعلقین کو اُن کے نقشِ قدم پر چلائے، آمین !

حضرت حاجی محمود اَحمد صاحب عارف رحمۃ اللہ علیہ اُن کے متعلق کیا خوب فرما گئے ؎

ہیں مبین اَحمد شریف النفس اور مردِ فہیم
جن کو بخشا ہے خدائے پاک نے ذوقِ سلیم

جامعہ مدنیہ جدید کے اَراکین بھی تعزیت کے مستحق ہیں اِس لیے کہ جامعہ اُن کے صائب اور مخلصانہ مشوروں سے محروم ہوگیا وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

پاک طینت تھی نیک خصلت تھے — مثلِ موتی تھے پیشِ شمس و قمر
خوبیاں ہی کشید کرتے تھے — کام اُن کا کشیدہ کاری تھا

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۳۱؍مئی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب بھائی نوید رضا صاحب کے ہمراہ بعد اَز نمازِ مغرب براستہ فیصل آباد فاضلِ جامعہ مولانا عبدالجبار صاحب کی دعوت پر لیہ کے لیے روانہ ہوئے، رات تقریبًا گیارہ بجے جامعہ عبیدیہ فیصل آباد پہنچے جہاں حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب مدظلہم کے ہاں قیام فرمایا، صبح نو بجے لیہ کے لیے روانہ ہوئے، دوپہر دو بجے مدرسہ ضیاء القرآن لیہ پہنچے جہاں مقامی مسجد میں علم دین کی اہمیت پر بیان فرمایا، بعد اَزاں مولانا عبدالجبار صاحب کی دستار فضیلت کے بعد اِختتامی دُعا فرمائی اور ساتھیوں سے اِجازت چاہی، واپسی پر اَٹھارہ ہزاری میں جامعہ کے فاضل مولانا عمیر صاحب کے ہاں رات کا قیام فرمایا اور اگلی صبح لاہور کے لیے روانہ ہوگئے اور تقریبًا ساڑھے گیارہ بجے بخیر وعافیت جامعہ مدنیہ جدید پہنچ گئے، والحمدللہ۔

۸؍جون کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، مولانا جنید صاحب کی دعوت پر خوشاب تشریف لے گئے جہاں حضرت نے بعد نمازِ عصر جامع مسجد اَبوبکر صدیق ؓ میں سامعین سے خطاب فرمایا جس میں مسجد کی فضیلت اور اہمیت کو اُجاگر کیا، بعد اَزاں مولانا عبداللہ عادل صاحب حضرت کو زیر تعمیر مدرسہ جامعہ عربیہ جدید لے گئے جہاں حضرت نے مدرسہ کی تعمیر وترقی کے لیے دُعا فرمائی۔

۱۰؍جون کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، حضرت مولانا عبدالکبیر صاحب آزاد کی خصوصی دعوت پر دو روزہ سالانہ اِجتماع میں شرکت کے لیے بیس بنگلہ آزاد کشمیر کے لیے روانہ ہوئے، رات کا قیام مری میں حاجی شعیب صاحب مدظلہٗ کی رہائشگاہ پر ہوا، اگلے دِن بارہ بجے بیس بنگلہ پہنچے جہاں حضرت کا شاندار اِستقبال ہوا، بعد نمازِ ظہر حضرت نے دارُالعلوم فیض القرآن میں اِجتماع سے خطاب فرمایا، بعد اَزاں حضرت صاحب نے مولانا عبدالکبیر صاحب کی خواہش پر طلباء کی دستار بندی

فرمائی، رات غنی آباد میں قیام فرمایا۔

اگلے دن بروز جمعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے جامعہ اُم سلمہ للبنات میں علم کی اہمیت اور فضیلت پر بیان فرمایا، بعد اَزاں غنی آباد میں جامع مسجد الفارق کا سنگِ بنیاد رکھ کر مسجد کی تعمیر و ترقی کے لیے دُعا فرمائی، حضرت نے مولانا عبدالکبیر صاحب آزاد اور دُوسرے ساتھیوں سے اِجازت چاہی اور شام چار بجے لاہور بخیر و عافیت پہنچ گئے، والحمدللہ۔

❁ ❁ ❁

وفیات

۳ر جون کو جناب محمد سعد صاحب وڑائچ کی والدہ صاحبہ وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

۴ر جون کو جناب عقیل اَحمد صاحب کے والد اور عامر سعید صاحب کے خُسر طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

۲۲ر جون کو محمد اَرسل اَمین اور محمد ذیشان اَمین صاحبان کی والدہ صاحبہ لاہور میں وفات پا گئیں اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔ اہلِ اِدارہ جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ١٩٨١ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور